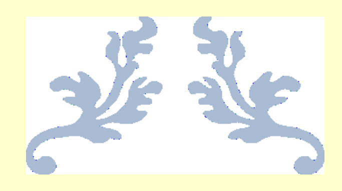


قرآن کی سات بنیادی اصطلاحات

ڈاکٹر تنویر حسین



Contents

اَلدِّیۡنُ

لفظِ 'دِین' کا مادہ د۔ی۔ن ہے۔ عربی کی مستند لغات میں اس کے مندرجہ ذیل معانی ملتے ہیں:

۱۔ قانون، اُصول، قوائد و ضوابط

۲۔ تابعداری، فرماں پزیری

۳۔ جزا و سزا، اعمال کا بدلہ

۴۔ حساب و کتاب، اعداد و شمار یا ضابطِ حساب و کتاب

۵۔ اختیار و اقتدار، حکم فرمائی، حکمرانی، حکومت

۶۔ طرزِ زندگی، رسم و رواج، نظامِ حیات

قرآنِ مجید میں مختلف مقامات پر، مادۂ "دین" اوپر دیے گئے مختلف معانی میں استعمال ہوا ہے۔ جس کی کچھ مثالیں درج ذیل ہیں۔

(ا)۔ "دین" بمعنیٰ "قانون، اُصول، قواعد و ضوابط"

قرآن مجید کی سورۃ یوسف میں ایک جگہ 'بادشاہ کے قانون' کے لئے ' دِينِ الْمَلِكِ ' کے الفاظ استعمال ہوئے ہیں۔

فَبَدَأَ بِأَوْعِيَتِهِمْ قَبْلَ وِعَاءِ أَخِيهِ ثُمَّ اسْتَخْرَجَهَا مِن وِعَاءِ أَخِيهِ كَذَٰلِكَ كِدْنَا لِيُوسُفَ مَا كَانَ لِيَأْخُذَ أَخَاهُ فِي دِينِ الْمَلِكِ إِلَّا أَن يَشَاءَ اللَّهُ

پس اس نے اس کے (یعنی یوسف علیہ السلام کے) بھائی کی بوری سے پہلے ان کی بوریوں کی تلاشی شروع کی پھر (بالآخر) اس (پیالے) کو اپنے (سگے) بھائی (بنیامین) کی بوری سے نکال لیا۔ یوں ہم نے یوسف (علیہ السلام) کے لئے تدبیر کی۔ (ورنہ) وہ اپنے بھائی کو بادشاہ کے قانون کی رُو سے روک نہیں سکتے تھے مگر یہ کہ اللہ چاہے۔ (یوسف ۱۲:۷۶)

سورۃ النور میں بیان کی گئی زِنا کی سزا کے سلسلہ میں اللہ کے قانون کے لئے 'دِينِ اللَّهِ' کے الفاظ استعمال ہوئے ہیں۔ کہ اللہ کے اِس قانون پر عمل کرتے ہوئے ترس کھانے کا جذبہ دامن گیر نہیں ہونا چاہیئے۔

الزَّانِيَةُ وَالزَّانِي فَاجْلِدُوا كُلَّ وَاحِدٍ مِّنْهُمَا مِائَةَ جَلْدَةٍ ۖ وَلَا تَأْخُذْكُم بِهِمَا رَأْفَةٌ فِي دِينِ اللَّهِ إِن كُنتُمْ تُؤْمِنُونَ بِاللَّهِ وَالْيَوْمِ الْآخِرِ ۖ
زانیہ عورت اور زانی مرد، دونوں میں سے ہر ایک کو سو کوڑے مارو اور ان پر ترس کھانے کا جذبہ اللہ کے قانون کے معاملے میں تم کو دامن گیر نہ ہو اگر تم اللہ تعالیٰ اور روزِ آخر پر ایمان رکھتے ہو۔(النور ۲:۲۴)

(۲)۔ ''دین'' بمعنی ''تابعداری، فرماں پذیری''

درجِ ذیل آیات میں 'دین' کا لفظ اللہ تعالیٰ کی حاکمیت، فرمانروائی، قوانین اور اقتدارِ اعلیٰ کو تسلیم کرتے ہوئے، اُس کی اطاعت، فرماں پزیری اور بندگی قبول کرنے کے معنی میں استعمال ہوا ہے۔ اللہ کے سِوا کسی بھی ہستی یا حکومت کی اطاعت و فرماں برداری خالصتاً اللہ کی کتاب میں دیے گئے قوانین و ہدایات پر مبنی اور اس میں دی گئی حدود و قیود کے دائرے میں ہی ہو سکتی ہے اُس کے قوانین و ہدایات کے خلاف ہرگز نہیں۔

إِنَّا أَنزَلْنَا إِلَيْكَ الْكِتَابَ بِالْحَقِّ فَاعْبُدِ اللَّهَ مُخْلِصًا لَّهُ الدِّينَ
بے شک ہم نے آپ کی طرف (یہ) کتاب (ضابطہِ قانون وہدایت) حق کے ساتھ نازل کی ہے۔ پس آپ اللہ کی عبادت کریں، اُسی کے لئے تابعداری و فرماں پذیری کو خالص رکھتے ہوئے۔(الزمر ۳۹:۲)

لَا إِلَٰهَ إِلَّا هُوَ فَادْعُوهُ مُخْلِصِينَ لَهُ الدِّينَ

اُس کے سوا کوئی اِلٰہ نہیں پس اُسی کو تم پکارو، اُسی کے لئے تابعداری و فرماں پذیری کو خالص رکھتے ہوئے۔ (الغافر ۴۰:۶۵)

إِلَّا الَّذِينَ تَابُوا وَأَصْلَحُوا وَاعْتَصَمُوا بِاللَّهِ وَأَخْلَصُوا دِينَهُمْ لِلَّهِ فَأُولَٰئِكَ مَعَ الْمُؤْمِنِينَ ۖ وَسَوْفَ يُؤْتِ اللَّهُ الْمُؤْمِنِينَ أَجْرًا عَظِيمًا

ہاں جنہوں نے توبہ کی اور اپنی اصلاح کرلی اور اللہ کا دامن تھام لیا اور اپنی تابعداری و فرماں پزیری کو خالصتاً اللہ کیلئے کرلیا تو ایسے لوگ مومنوں کے ساتھ ہیں اور اللہ عنقریب مومنوں کو عظیم اجر دے گا۔ (النساء ۴:۱۴۶)

(۳)۔ "دین" بمعنی "جزا و سزا، اعمال کا بدلہ"

درجِ ذیل آیت میں 'دین' کا لفظ 'جزا و سزا' کے معنی میں استعمال ہوا ہے۔

يَوْمَئِذٍ يُوَفِّيهِمُ اللَّهُ دِينَهُمُ الْحَقَّ وَيَعْلَمُونَ أَنَّ اللَّهَ هُوَ الْحَقُّ الْمُبِينُ

اس دن اللہ انہیں ان (کے اعمال) کی پوری پوری جزا و سزا دے دے گا جس کے وہ صحیح حق دار ہیں اور وہ جان لیں گے کہ اللہ (خود بھی) حق ہے (اور حق کو) ظاہر فرمانے والا ہے، (النور ۲۴:۲۵)

آخرت کو نہ ماننے والے یوں کہا کرتے کہ:

أَإِذَا مِتْنَا وَكُنَّا تُرَابًا وَعِظَامًا أَإِنَّا لَمَدِينُونَ

کیا جب ہم مر جائیں گے اور ہم مٹی اور ہڈیاں ہو جائیں گے تو کیا ہمیں جزا و سزا دی جائیگی؟ (الصافات ۳۷:۵۳)

(۴)۔ "دین" بمعنی "حساب و کتاب، اعداد و شمار یا ضابطہِ حساب و کتاب"

إِنَّ عِدَّةَ الشُّهُورِ عِندَ اللَّهِ اثْنَا عَشَرَ شَهْرًا فِي كِتَابِ اللَّهِ يَوْمَ خَلَقَ السَّمَاوَاتِ وَالْأَرْضَ مِنْهَا أَرْبَعَةٌ حُرُمٌ ذَٰلِكَ الدِّينُ الْقَيِّمُ

بیشک اللہ کے نزدیک مہینوں کی گنتی اللہ کی کتاب (یعنی نوشتۂ قدرت) میں بارہ مہینے ہے جس دن سے اس نے آسمانوں اور زمین (کے نظام) کو پیدا فرمایا تھا۔ ان میں سے چار مہینے حرمت والے ہیں۔ یہی (مہینوں کی گنتی کیلئے) مقررہ و طے شُدہ ضابطہِ حساب و کتاب ہے۔

(التوبہ ۹:۳۶)

(۵)۔ "دین" بمعنی "اختیار و اقتدار، حکم فرمائی، حکومت"

وَمَا أَدْرَاكَ مَا يَوْمُ الدِّينِ ثُمَّ مَا أَدْرَاكَ مَا يَوْمُ الدِّينِ
يَوْمَ لَا تَمْلِكُ نَفْسٌ لِّنَفْسٍ شَيْئًا وَالْأَمْرُ يَوْمَئِذٍ لِّلَّهِ

اور آپ نے کیا سمجھا کہ یومُ الدین کیا ہے، پھر آپ نے کیا جانا کہ یومُ الدین کیا ہے، (یہ) وہ دن ہے جب کوئی شخص کسی کے لئے کسی چیز کا مالک نہ ہو گا، اور حکم فرمائی اس دن اللہ ہی کی ہو گی۔ (الاِنفطار ۸۲:۱۹)

(۶)۔ "دین" بمعنی "طرزِ زندگی، نظامِ حیات"

إِنَّ الدِّينَ عِندَ اللَّهِ الْإِسْلَامُ

بے شک اَلاِسلام ہی اللہ کے نزدیک پسندیدہ طرزِ زندگی ہے۔ (آلِ عمران ۳:۱۹)

وہ طرزِ زندگی یا نظامِ حیات (socio-economico-political order) جس میں اللہ تعالیٰ کی حاکمیت اور اقتدارِ اعلیٰ کو تسلیم کرتے ہوئے خود کو اُس کے دیئے ہوئے اُصول وضوابط، احکام و قوانین اور ہدایات و مرضی کے ماتحت کر لیا جائے اَلْاِسْلَامُ کہلاتا ہے۔ اور ایسا طرزِ زندگی گزارنے والے کو اَلْمُسْلِمُ کہتے ہیں۔ ایسا کرنے کا مقصد یہ ہوتا ہے کہ اپنی اور معاشرے کے تمام لوگوں کی سلامتی کو یقینی بنایا جائے۔

إِنِ الْحُكْمُ إِلَّا لِلَّهِ أَمَرَ أَلَّا تَعْبُدُوا إِلَّا إِيَّاهُ ذَٰلِكَ الدِّينُ الْقَيِّمُ
حکم کا اختیار صرف اللہ کو ہے، اُس کا فرمان ہے کہ تم اس کے سوا کسی کی عبادت نہ کرو، یہی دینِ قیّم ہے۔ (یوسف ۱۲:۴۰)

اَلاِسْلام ایک 'دِین' ہے 'مذہب' نہیں

اَلاِسْلام کو قرآن میں اَلدِّین کہا گیا ہے، 'مذہب' نہیں۔ اَلاِسْلام، بطورِ اَلدِّین، ایک ایسا طرزِ زندگی اور نظامِ حیات ہوتا ہے جس میں حتمی اختیار و اقتدارِ اعلیٰ اور حقِ حکومت اللہ تعالیٰ کو حاصل ہوتا ہے، اُسی کے دیے ہوئے قوانین اور ہدایات یا اُن کی روشنی میں بنائے گئے قواعد و ضوابط کو حتمی حیثیت حاصل ہونے کے تحت ہر شعبہِ زندگی میں اُس کی تابعداری و فرماں پذیری لازم ہوتی ہے، اِس یقین کے ساتھ کہ اُسی کے قوانین کے مطابق اعمال کا حساب و کتاب ہونا ہے اور اُسی کے قوانین کے مطابق جزا و سزا ملنی ہے۔

وَمَن يَبْتَغِ غَيْرَ الْإِسْلَامِ دِينًا فَلَن يُقْبَلَ مِنْهُ وَهُوَ فِي الْآخِرَةِ مِنَ الْخَاسِرِينَ
اور جو کوئی الاسلام کے سِوا کسی اور طرزِ زندگی کو بطورِ دین چاہے گا تو وہ اُس سے ہر گز قبول نہیں کیا جائے گا۔ اور وہ آخر میں نقصان اُٹھانے والوں میں سے ہو گا۔ (آلِ عمران ۳:۸۵)

أَفَغَيْرَ دِينِ اللَّهِ يَبْغُونَ وَلَهُ أَسْلَمَ مَن فِي السَّمَاوَاتِ وَالْأَرْضِ طَوْعًا وَكَرْهًا وَإِلَيْهِ يُرْجَعُونَ

تو کیا یہ لوگ اللہ کے دین کے سِوا (کوئی اور دِین) چاہتے ہیں حالانکہ کائنات کی بلندیوں اور پستیوں میں سب طوعاًو کرھاً اُسی کے (احکام و قوانین کے) سامنے سرِ تسلیم خم کئے ہوئے ہیں اور اُسی کی طرف لوٹائے جائیں گے۔ (آلِ عمران ۳:۸۳)

وَمَنْ أَحْسَنُ دِينًا مِّمَّنْ أَسْلَمَ وَجْهَهُ لِلَّهِ وَهُوَ مُحْسِنٌ وَاتَّبَعَ مِلَّةَ إِبْرَاهِيمَ حَنِيفًا

اور دین کے اعتبار سے اُس شخص سے بہتر کون ہو سکتا ہے جس نے اپنا رُوئے نیاز و ہستی اللہ کے (احکام کے) سامنے جھکا دیا اور وہ اچھے کام کرنے والا بنا رہا اور ہر باطل نظریئے سے لاتعلق ہو کر یکسُوئی کے ساتھ مِلّتِ ابراہیمی کا اتباع کرتا رہا۔ (النساء ۴:۱۲۵)

لَآ اِكْرَاهَ فِي الدِّيْنِ ۖ قَدْ تَّبَيَّنَ الرُّشْدُ مِنَ الْغَيِّ ۚ فَمَنْ يَّكْفُرْ بِالطَّاغُوْتِ وَيُؤْمِنْ بِاللّٰهِ فَقَدِ اسْتَمْسَكَ بِالْعُرْوَةِ الْوُثْقٰى لَا انْفِصَامَ لَهَا ۗ وَاللّٰهُ سَمِيْعٌ عَلِيْمٌ

دین میں کوئی زبردستی نہیں۔ یقیناہدایت گمراہی سے کھل کر نمایاں ہو چکی۔ پس جو کوئی طاغوت سے انکار کرے اور اللہ پر ایمان لائے تو یقینا اس نے ایک ایسے مضبوط سہارے کو تھام لیا جس کا ٹوٹنا ممکن نہیں۔ اور اللہ بہت سننے والا (اور) دائمی علم رکھنے والا ہے۔ (البقرہ ۲:۲۵۶)

ایسے دین کو قائم کرنے کا حکم ہے جس میں کوئی تفرقہ نہ ہو

شَرَعَ لَكُمْ مِّنَ الدِّيْنِ مَا وَصّٰى بِهٖ نُوْحًا وَّالَّذِيْٓ اَوْحَيْنَآ اِلَيْكَ وَمَا وَصَّيْنَا بِهٖٓ اِبْرٰهِيْمَ وَمُوْسٰى وَعِيْسٰٓى اَنْ اَقِيْمُوا الدِّيْنَ وَلَا تَتَفَرَّقُوْا فِيْهِ ۭ كَبُرَ عَلَى الْمُشْرِكِيْنَ مَا تَدْعُوْهُمْ اِلَيْهِ ۭ اَللّٰهُ يَجْتَبِيْٓ اِلَيْهِ مَنْ يَّشَاۗءُ وَيَهْدِيْٓ اِلَيْهِ مَنْ يُّنِيْبُ

اس (اللہ) نے تمہیں وہی دین دیا ہے جس کی تاکید اس نے نوحؑ کو کی تھی اور جو ہم نے اب تجھ پر (قرآن کے ذریعہ سے) اتارا ہے اور جس کی تاکید ہم نے ابراہیمؑ اور موسیٰؑ اور عیسیٰؑ کو کی تھی اور وہ یہ تھا کہ (اللہ کے) دین کو (دنیا میں) قائم کرو' اور اس میں تفرقہ کبھی نہ کیا کرو۔ مشرکوں پر وہ (تعلیم بڑی) گراں گذرتی ہے جس کی طرف تو ان کو بلاتا ہے حالانکہ اللہ کی نظر میں جو پسندیدہ ہوتا ہے وہ اسے اس (دین) کے لئے چن لیتا ہے اور یہ تعلیم اسی کو ملتی ہے جو خدا کی طرف ہمیشہ جھکا رہتا ہے۔ (الشوریٰ ۴۲:۱۳)

إِنَّ الَّذِينَ فَرَّقُوا دِينَهُمْ وَكَانُوا شِيَعًا لَّسْتَ مِنْهُمْ فِي شَيْءٍ ۚ إِنَّمَا أَمْرُهُمْ إِلَى اللَّهِ ثُمَّ يُنَبِّئُهُم بِمَا كَانُوا يَفْعَلُونَ

بے شک جن لوگوں نے اپنے دین میں تفرقہ ڈالا اور گروہوں میں بٹ گئے اُن سے تمہارا کچھ واسطہ نہیں، ان کا معاملہ تو اللہ کے سپرد ہے، وہی ان کو بتائے گا کہ وہ کیا کچھ کرتے رہے۔ (الانعام ۶:۱۵۹)

اَلْاِسْلَامُ

لفظِ 'اِسلام' کامادہ س۔ل۔م ہے۔ اِس مادہ سے فَعِلَ کے وزن پر فعل ماضی سَلِمَ (اور متعلقہ فعل مضارع يَسْلَمُ، اِسم سَلاَمَةٌ، اور سَلاَمٌ) ہے۔ جس کے مندرجہ ذیل معانی ہیں:

ا۔ وہ سلامت رہا۔

۲۔ وہ ہر قِسم کے عیوب و نقائص سے پاک ہو گیا، یا صحیح و سلامت رہا۔

۳۔ وہ ہر قِسم کی آفت، خطرات، حوادث یا تباہی و بربادی سے محفوظ یا سلامت رہا۔

۴۔ وہ ہر قِسم کی بیماری سے محفوظ یا سلامت رہا۔

۵۔ اُس کی ہر کمی پُوری ہو گئی۔ یا، وہ ہر قِسم کی کمی سے محفوظ یا سلامت رہا۔

'سلامتی' ہر قِسم کے عیوب و نقائص، آفات، خطرات، حوادث، بیماری یا کمی سے پاک ہونے کا نام ہے۔ جبکہ 'امن' کا لفظ 'خوف' کے مقابلہ میں آتا ہے (سورۃ قریش ۱۰۶:۴)

مادہ س۔ل۔م سے باب اِفعالٌ کے وزن پر اِسم اِسْلاَمٌ (اور متعلقہ فعل ماضی اَسْلَمَ) ہے۔ جس کے معنی درج ذیل ہیں:

ا۔ کسی کی حاکمیت یا اقتدارِ اعلیٰ کو تسلیم کرتے ہوئے خود کو اُس کے دیئے ہوئے اُصول و ضوابط، احکام و قوانین اور ہدایات و مرضی کے ماتحت کر لینا تاکہ سلامتی حاصِل ہو جائے۔

۲۔ خود کو کسی کی مرضی اور احکام کے حوالے یا سپرد یا ماتحت کر دینا۔

۳۔ کسی کے سامنے ہتھیار ڈال دینا۔

۴۔ کسی کے احکام و قوانین کے سامنے سرِ تسلیم خم کر دینا، جُھک جانا۔

۵۔ اِسلام قبول کر لینا۔ مُسلِم ہو جانا۔

وہ طرزِ زندگی جس میں اللہ تعالیٰ کی حاکمیت اور اقتدارِ اعلیٰ کو تسلیم کرتے ہوئے خود کو اُس کے دیئے ہوئے اُصول وضوابط، احکام و قوانین اور ہدایات و مرضی کے ماتحت کر لیا جائے اَلْاِسْلَامُ [1] کہلاتا ہے۔ اور ایسا طرزِ زندگی گزارنے والے کو اَلْمُسْلِمُ کہتے ہیں۔ ایسا کرنے کا مقصد یہ ہوتا ہے کہ اپنی اور معاشرے کے تمام لوگوں کی سلامتی کو یقینی بنایا جائے۔

وہ ریاست جس میں اللہ تعالیٰ کی حاکمیت اور اقتدارِ اعلیٰ کو تسلیم کرتے ہوئے تمام اُمورِ ریاست اُس کے دیئے ہوئے اُصول و ضوابط، احکام و قوانین اور ہدایات و مرضی کے ماتحت چلائے جائیں اِسلامی ریاست کہلاتی ہے۔ ایسی ریاست کے قیام کا بُنیادی مقصد یہ ہوتا ہے کہ ریاست کے تمام افراد کی سلامتی کو یقینی بنایا جائے۔ یعنی وہ نہ صرف ہر قِسم کی آفت، خطرات، حوادث، تباہی اور بربادی سے محفوظ اور تندرست و توانا رہیں بلکہ اُن کے تزکیہ اور فلاح میں کسی قِسم کی کوئی کمی نہ رہ جائے۔ أُمَّةً مُّسْلِمَةً لوگوں کے اُس گروہ کو کہتے ہیں جو اللہ تعالیٰ کی حاکمیت اور اقتدارِ اعلیٰ کو تسلیم کرتے ہوئے خود کو اُس کے دیئے ہوئے اُصول وضوابط، احکام و قوانین اور ہدایات و مرضی کے ماتحت کرلے۔

جب ابراہیم اور اسماعیل (علیہما السلام) خانہ کعبہ کی بنیادیں اٹھا رہے تھے تو دونوں دعا کر رہے تھے کہ اے ہمارے رب! تو ہم سے یہ خدمت قبول فرما لے، بیشک تو خوب سننے والا خوب جاننے والا ہے، اور یہ کہ

رَبَّنَا وَاجْعَلْنَا مُسْلِمَيْنِ لَكَ وَمِن ذُرِّيَّتِنَا أُمَّةً مُّسْلِمَةً لَّكَ وَأَرِنَا مَنَاسِكَنَا وَتُبْ عَلَيْنَا إِنَّكَ أَنتَ التَّوَّابُ الرَّحِيمُ

اے ہمارے رب! ہم دونوں کو مُسلِم (یعنی اپنے احکام کے سامنے جھکنے والے تابع فرمان بنا) اور ہماری اولاد سے ایک اُمت مُسلِمہ (یعنی اپنے احکام کے سامنے جھکنے والی تابع فرمان اُمت بنا) اور ہمیں ہمارے مناسک دِکھلا دے اور ہماری توبہ قبول فرما، بیشک تو ہی بہت توبہ قبول فرمانے والا اور ہمیشہ رحم کرنے والا ہے، (البقرہ ۲:۱۲۸)

---

1 لفظِ اِسلام سے پہلے اَلْ لگنے سے یہ اِسمِ معرفہ (خاص) بن جاتا ہے جس سے ایک خاص ہستی (اللہ تعالیٰ) کی حاکمیت اور اقتدارِ اعلیٰ کو تسلیم کرتے ہوئے اُس کے دیئے ہوئے اُصول وضوابط، احکام و قوانین اور ہدایات و مرضی کے سامنے سرِ تسلیم خم کرنا مُراد لیا جاتا ہے۔

اَلاِسْلامہ کو قرآن میں اَلدِّین کہا گیا ہے، 'مذہب' نہیں۔ اَلاِسْلام، بطورِ اَلدِّین، ایک ایسا طرزِ زندگی اور نظامِ حیات ہوتا ہے جس میں حتمی اختیار و اقتدارِ اعلیٰ اور حقِ حکومت اللہ تعالیٰ کو حاصل ہوتا ہے، اُسی کے دیے ہوئے قوانین اور ہدایات یا اُن کی روشنی میں بنائے گئے قواعد و ضوابط کو حتمی حیثیت حاصل ہونے کے تحت ہر شعبۂ زندگی میں اُس کی تابعداری و فرماں پذیری لازم ہوتی ہے، اِس یقین کے ساتھ کہ آخرِ کار اُسی کے قوانین کے مطابق اعمال کا حساب و کتاب ہونا ہے اور اُسی کے قوانین کے مطابق جزا و سزا ملنی ہے۔

إِنَّ الدِّينَ عِندَ اللَّهِ الْإِسْلَامُ
بے شک اَلاِسْلام (یعنی اللہ کے احکام کے سامنے سرِ تسلیم خم کرتے ہوئے اُسی کی تابع فرمانی کرنا) ہی اللہ کے نزدیک پسندیدہ طرزِ زندگی ہے۔ (آلِ عمران ۳:۱۹)

وَمَن يَبْتَغِ غَيْرَ الْإِسْلَامِ دِينًا فَلَن يُقْبَلَ مِنْهُ وَهُوَ فِي الْآخِرَةِ مِنَ الْخَاسِرِينَ
اور جو کوئی اَلاِسْلام کے سِوا کسی اور طرزِ زندگی کو بطورِ دین چاہے گا تو وہ اُس سے ہرگز قبول نہیں کیا جائے گا۔ اور وہ آخرت میں نقصان اُٹھانے والوں میں سے ہوگا۔ (آلِ عمران ۳:۸۵)

أَفَغَيْرَ دِينِ اللَّهِ يَبْغُونَ وَلَهُ أَسْلَمَ مَن فِي السَّمَاوَاتِ وَالْأَرْضِ طَوْعًا وَكَرْهًا وَإِلَيْهِ يُرْجَعُونَ
تو کیا یہ لوگ اللہ کے دین کے سِوا (کوئی اور دِین) چاہتے ہیں حالانکہ کائنات کی بلندیوں اور پستیوں میں سب طوعاً و کرھاً اُسی کے (احکام و قوانین کے) سامنے سرِ تسلیم خم کئے ہوئے ہیں اور اُسی کی طرف لوٹائے جائیں گے۔ (آلِ عمران ۳:۸۳)

وَمَنْ أَحْسَنُ دِينًا مِّمَّنْ أَسْلَمَ وَجْهَهُ لِلَّهِ وَهُوَ مُحْسِنٌ وَاتَّبَعَ مِلَّةَ إِبْرَاهِيمَ حَنِيفًا

اور دین کے اعتبار سے اُس شخص سے بہتر کون ہو سکتا ہے جِس نے اپنا رُوئے نیاز و ہستی اللہ کے (احکام کے) سامنے جھکا دیا اور وہ اچھے کام کرنے والا بنا رہا اور ہر باطل نظریئے سے لاتعلق ہو کر یکسُوئی کے ساتھ مِلّتِ ابراہیمی کا اتباع کرتا رہا۔ (النساء۴:۱۲۵)

وَمَنْ أَحْسَنُ قَوْلًا مِّمَّن دَعَا إِلَى اللَّهِ وَعَمِلَ صَالِحًا وَقَالَ إِنَّنِي مِنَ الْمُسْلِمِينَ

اور قول کے اعتبار سے اُس شخص سے بہتر کون ہو سکتا ہے جِس نے اللہ کی طرف دعوت دی اور اچھا کام کیا اور کہا کہ بے شک میں مُسْلِمین میں سے ہوں۔ (فصلت ۴۱:۳۳)

بَلَىٰ مَنْ أَسْلَمَ وَجْهَهُ لِلَّهِ وَهُوَ مُحْسِنٌ فَلَهُ أَجْرُهُ عِندَ رَبِّهِ وَلَا خَوْفٌ عَلَيْهِمْ وَلَا هُمْ يَحْزَنُونَ

بِلاشُبہ، جس نے اپنے رُوئے نیاز و ہستی کو اللہ (کے احکام) کے سامنے جھکا دیا اور وہ اچھے کام کرنے والا بنا رہا تو اُس کے لئے اُس کے رب کے ہاں اُس کا اجر ہے اور ایسے لوگوں پر نہ کوئی خوف ہو گا اور نہ وہ رنجیدہ ہونگے۔ (البقرہ۲:۱۱۲)

وَمَن يُسْلِمْ وَجْهَهُ إِلَى اللَّهِ وَهُوَ مُحْسِنٌ فَقَدِ اسْتَمْسَكَ بِالْعُرْوَةِ الْوُثْقَىٰ وَإِلَى اللَّهِ عَاقِبَةُ الْأُمُورِ

اور جو اپنے رُوئے نیاز و ہستی کو اللہ (کے احکام) کے سامنے جھکا دے اور وہ اچھے کام کرنے والا بنا رہے تو اُس نے فی الواقع ایک بہت ہی مضبوط سہارا تھام لیا۔ اور انجامِ کار تمام معاملات اللہ ہی کی طرف لوٹنے والے ہیں۔ (لُقمان ۳۱:۲۲)

الاِسلام کوئی نیا دین نہیں جو صرف خاتم النبیین محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی وساطت سے دُنیا کو ملا ہو بلکہ اُن سے پہلے آنے والے اللہ کے رسول بھی دینِ الاِسلام کے ہی پیروکار تھے۔ اِبراھیمؑ بھی مُسلِم ہی تھے۔

مَا كَانَ إِبْرَاهِيمُ يَهُودِيًّا وَلَا نَصْرَانِيًّا وَلَٰكِن كَانَ حَنِيفًا مُّسْلِمًا وَمَا كَانَ مِنَ الْمُشْرِكِينَ
ابراھیمؑ نہ یہودی تھے اور نہ نصرانی بلکہ وہ تو ہر باطل سے لاتعلق بالکل یکسُو مُسْلِم تھے اور وہ ہر گز مُشرکین میں سے نہیں تھے۔ (آلِ عمران ۳:۶۷)

موسیٰؑ اور اُن کی قوم کے وہ لوگ جو اللہ کے احکام کے سامنے سرِ تسلیم خم کئے اُسی کے تابع فرمان تھے، وہ بھی مُسلمین ہی تھے۔

وَقَالَ مُوسَىٰ يَا قَوْمِ إِن كُنتُمْ آمَنتُم بِاللَّهِ فَعَلَيْهِ تَوَكَّلُوا إِن كُنتُم مُّسْلِمِينَ
اور موسیٰؑ نے فرمایا کہ اے میری قوم! اگر تم اللہ پر ایمان رکھتے ہو تو اُسی پر توکّل کرو اگر تم مُسْلِم ہو۔ (یونس ۱۰:۸۴)

عیسیٰؑ اور اللہ کے احکام کے سامنے سرِ تسلیم خم کرنے والے عیسیٰؑ کے حواری بھی مُسلم ہی تھے۔

فَلَمَّا أَحَسَّ عِيسَىٰ مِنْهُمُ الْكُفْرَ قَالَ مَنْ أَنصَارِي إِلَى اللَّهِ ۖ قَالَ الْحَوَارِيُّونَ نَحْنُ أَنصَارُ اللَّهِ آمَنَّا بِاللَّهِ وَاشْهَدْ بِأَنَّا مُسْلِمُونَ
پھر جب عیسیٰؑ نے اُن کی طرف سے کُفر محسوس کیا تو کہا: کون اللہ کی راہ میں میرا مددگار ہے؟ حواریوں نے کہا: ہم ہیں اللہ کے مددگار، ہم اللہ پر ایمان لائے ہیں اور آپ گواہ رہیے کہ ہم مُسْلِم ہیں۔ (آلِ عمران ۳:۵۲)

جو بھی اللہ تعالیٰ کی حاکمیت اور اقتدارِ اعلیٰ کو تسلیم کرتے ہوئے اُس کے دیئے ہوئے اُصول وضوابط، احکام و قوانین اور ہدایات و مرضی کے ماتحت زندگی گزارتے ہیں اللہ نے اُن کا نام اَلْمُسْلِمِین رکھا ہے

هُوَ سَمَّاكُمُ الْمُسْلِمِينَ مِن قَبْلُ وَفِي هَٰذَا
اس (اللہ) نے تمہارا نام مسلمان رکھا ہے، اس سے پہلے (کی کتابوں میں) بھی اور اس (قرآن) میں بھی۔۔۔(الحج ۲۲:۷۸)

اللہ کو ماننے والے سبھی لوگوں کو چاہیے کہ وہ اللہ کی رسی (یعنی قران) کو مضبوطی سے تھامے رکھیں، کسی قسم کے تفرقہ میں نہ پڑیں ، مُسلم بنیں اور اپنے آپ کو کسی فرقہ سے منسوب کرنے کی بجائے صرف 'مُسلِم' کہیں۔

يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا اتَّقُوا اللَّهَ حَقَّ تُقَاتِهِ وَلَا تَمُوتُنَّ إِلَّا وَأَنتُم مُّسْلِمُونَ وَاعْتَصِمُوا بِحَبْلِ اللَّهِ جَمِيعًا وَلَا تَفَرَّقُوا
اے ایمان والو! اللہ کا تقوی اختیار کرو جیسے اُس کے تقوی کا حق ہے اور تمہاری موت صرف اسی حال پر آئے کہ تم مُسْلِم ہو، اور تم سب مل کر اللہ کی رسی کو مضبوطی سے تھام لو اور تفرقہ میں نہ پڑو۔(آلِ عمران ۳:۱۰۲۔۱۰۳)

قرآنِ مجید میں 'مُسلِمین' کا لفظ 'مُجرمین' کے مقابلہ میں آیا ہے۔ چنانچہ ایک سچا مُسلِم کبھی مُجرم نہیں ہو سکتا۔

أَفَنَجْعَلُ الْمُسْلِمِينَ كَالْمُجْرِمِينَ
کیا ہم مُسلمین کو مجرمین کی طرح کر دیں گے؟(القلم ۶۸:۳۵)

سورۃ الجِن میں، 'مُسلمون' کا لفظ 'قاسطون' کے مقابلہ میں بھی استعمال ہوا ہے۔ قاسطون وہ لوگ ہوتے ہیں جو حق سے رُوگردانی اور ناانصافی کرتے ہیں۔ چنانچہ ایک سچا مُسلِم کبھی حق سے رُوگردانی اور ناانصافی نہیں کر سکتا۔

وَأَنَّا مِنَّا الْمُسْلِمُونَ وَمِنَّا الْقَاسِطُونَ
اور یہ کہ ہم میں سے (بعض) مُسلمون ہیں اور ہم میں سے (بعض) قاسطون ہیں۔ (الجِن ۷۲:۱۴)

اَلْاِیْمَانُ

لفظِ 'اِیمان' کا مادہ ا۔م۔ن ہے۔

'امن' کا لفظ بنیادی طور پر 'خوف' اور 'غم' (یعنی، ڈر اور پریشاں خاطِر ہونے) کے مقابلہ میں آتا ہے، جیسے

آمَنَهُمْ مِّنْ خَوْفٍ
اس نے انہیں خوف کی جگہ امن دیا۔ (قریش ۱۰۶:۴)

وَلَيُبَدِّلَنَّهُم مِّن بَعْدِ خَوْفِهِمْ أَمْنًا
اور وہ اُن کی خوف کی حالت کے بعد ضرور اُنہیں امن کی حالت میں بدل دے گا۔ (النور ۲۴:۵۵)

وَإِذَا جَاءَهُمْ أَمْرٌ مِّنَ الْأَمْنِ أَوِ الْخَوْفِ أَذَاعُوا بِهِ
اور جب ان کے پاس کوئی خبر امن یا خوف کی آتی ہے تو وہ اسے پھیلا دیتے ہیں۔ (النساء ۴:۸۳)

ثُمَّ أَنزَلَ عَلَيْكُم مِّن بَعْدِ الْغَمِّ أَمَنَةً نُّعَاسًا
پھر اس نے اُتاری تم پر غم کے بعد غنودگی کی صورت میں امان۔ (آلِ عمران ۳:۱۵۴)

امن کے ساتھ مطمئن ہونے کا ذکر درج ذیل آیت میں آیا ہے۔

وَضَرَبَ اللَّهُ مَثَلًا قَرْيَةً كَانَتْ آمِنَةً مُّطْمَئِنَّةً
اور اللہ نے ایک ایسی بستی کی مثال بیان فرمائی ہے جو امن اور اطمینان سے (آباد) تھی۔ (النحل ۱۶:۱۱۲)

’امن‘ انسان کی اس حالت کا نام ہے جس میں اسے کوئی خوف نہ ہو، اور وہ پریشاں خاطِر نہ ہو۔ بلکہ اسے اطمینانِ قلب اور تسکینِ خاطِر حاصِل ہو۔

مَأْمَنٌ ایسی جگہ یا مقام کو کہتے ہیں جہاں امن ہو، کوئی خوف نہ ہو۔

مَقَامٍ أَمِينٍ: پُر امن مقام۔(الدخان ۴۴:۵۱)

الْبَلَدِ الْأَمِينِ: پُر امن شہر۔(التین ۹۵:۳)

أَمِنَ مِنَ الأَسَدِ- وہ شیر سے بے خوف ہو گیا (اس اطمینان سے کہ وہ اس سے محفوظ ہے)۔

أَمِنَ کا ایک معنی کسی ناگہانی آفت یا واقع سے بے خوف ہونا ہے۔ جیسے

أَفَأَمِنُوا أَن تَأْتِيَهُمْ غَاشِيَةٌ مِّنْ عَذَابِ اللَّهِ أَوْ تَأْتِيَهُمُ السَّاعَةُ بَغْتَةً وَهُمْ لَا يَشْعُرُونَ
کیا وہ اس بات سے بے خوف ہو گئے ہیں کہ ان پر اللہ کے عذاب کی چھا جانے والی آفت آجائے یا ان پر اچانک قیامت آجائے اور انہیں خبر بھی نہ ہو۔(یوسف ۱۲:۱۰۷)

أَمِنَ کا دوسرا معنی کسی کی دھوکہ دہی یا خیانت سے بے خوف ہونا ہے۔ یعنی کسی پر بھروسہ یا اعتماد کرنا (جس سے دھوکہ دہی کا خوف نہ ہو بلکہ اطمینان ہو کہ اس کے پاس آپ کی امانت محفوظ ہے)۔

اَمَانَةٌ: وہ چیز جو کسی کے بھروسہ پر دے دی جائے۔

فَإِنْ أَمِنَ بَعْضُكُم بَعْضًا فَلْيُؤَدِّ الَّذِي اؤْتُمِنَ أَمَانَتَهُ

پھر اگر تم میں سے کوئی ایک دوسرے پر اعتماد کرے تو جس کی دیانت پر اعتماد کیا گیا اسے چاہئے کہ اسکی امانت ادا کر دے۔

(البقرہ ۲:۲۸۳)

قَالَ هَلْ آمَنُكُمْ عَلَيْهِ إِلَّا كَمَا أَمِنتُكُمْ عَلَىٰ أَخِيهِ مِن قَبْلُ ۖ فَاللَّهُ خَيْرٌ حَافِظًا ۖ وَهُوَ أَرْحَمُ الرَّاحِمِينَ

(یعقوب علیہ السلام نے) فرمایا: کیا میں اس کے بارے میں (بھی) تم پر اسی طرح اعتماد کر لوں جیسے اس سے قبل میں نے اس کے بھائی (یوسف علیہ السلام) کے بارے میں تم پر اعتماد کر لیا تھا؟ تو اللہ ہی بہتر حفاظت فرمانے والا ہے اور وہی سب مہربانوں سے زیادہ مہربان ہے۔ (یوسف ۱۲:۶۴)

أَمُنَ کا معنی ہوتا ہے کسی کا قابلِ بھروسہ یا قابلِ اعتماد ہونا (جس سے کسی دھوکہ دہی یا خیانت کا خوف نہ ہو)۔

رَسُولٌ أَمِينٌ: ایک ایسا رسول جو قابلِ بھروسہ اور قابلِ اعتماد ہے۔ (الشعراء ۲۶:۱۰۷)

نَاصِحٌ أَمِينٌ: ایک ایسا ناصح جو قابلِ بھروسہ اور قابلِ اعتماد ہے۔ (الاعراف ۷:۶۸)

مَكِينٌ أَمِينٌ: ایک ایسا مکین جو قابلِ بھروسہ اور قابلِ اعتماد ہے۔ (یوسف ۱۲:۵۴)

الْقَوِيُّ الْأَمِينُ: قوی جو قابلِ بھروسہ اور قابلِ اعتماد بھی ہے۔ (القصص ۲۸:۲۶)

'إِيْمَانٌ' کا لفظ، مادہ ا۔م۔ن سے باب إِفْعَالٌ کے وزن پر ہے۔ جس سے فعلِ ماضی آمَنَ (اصل میں أَأْمَنَ) ہے۔

جیسے أَمِنَ کا ایک معنی ہوتا ہے کسی کا 'امن میں ہونا'، 'بے خوف ہونا'، مطمئن ہونا۔ اسی طرح آمَنَ کا ایک معنی ہے کسی کو 'امن دینا، اطمینان دینا، بے خوف کرنا'۔

اللہ تعالیٰ کی ایک صفت اَلمُؤْمِنُ ہے، یعنی 'امن دینے والا'، 'بے خوف کرنے والا' "جس پر بھروسہ کر کے انسان کا خوف اور غم دُور ہو جائے'۔(الحشر ۵۹:۲۳)

آمَنَ کا دوسرا معنی ہے، کسی حقیقت کے قابلِ بھروسہ اور قابلِ اعتماد ہونے پر قلبی اطمینان کے بعد اُس پر ایمان لے آنا، اس طرح سے مان لینا کہ جس میں دل کی تصدیق، زباں سے اقرار اور طرزِ عمل سے اظہار، سب شامل ہو۔

جب آمَنَ کا صلہ (یعنی اس کے بعد حرفِ جر) 'ب' آئے تو اس کا معنی 'ایمان لانا' اور جب اس کا صلہ (یعنی اس کے بعد حرفِ جر) 'ل' آئے تو اس کا معنی 'بات کا یقین کرنا یا اعتبار کرنا' ہوتا ہے۔

قَالُوا يَا أَبَانَا إِنَّا ذَهَبْنَا نَسْتَبِقُ وَتَرَكْنَا يُوسُفَ عِندَ مَتَاعِنَا فَأَكَلَهُ الذِّئْبُ ۖ وَمَا أَنتَ بِمُؤْمِنٍ لَّنَا وَلَوْ كُنَّا صَادِقِينَ
اور کہا "ابا جان، ہم دوڑ کا مقابلہ کرنے میں لگ گئے تھے اور یوسفؑ کو ہم نے اپنے سامان کے پاس چھوڑ دیا تھا کہ اتنے میں بھیڑیا آ کر اُسے کھا گیا آپ ہماری بات کا یقین نہ کریں گے چاہے ہم سچے ہی ہوں"۔(یوسف ۱۲:۱۷)

وہ بنیادی حقیقتیں جن پر قرآن ایمان لانے کا تقاضا کرتا ہے، ذیل کی آیات میں دی گئی ہیں:

آمَنَ الرَّسُولُ بِمَا أُنزِلَ إِلَيْهِ مِن رَّبِّهِ وَالْمُؤْمِنُونَ ۚ كُلٌّ آمَنَ بِاللَّهِ وَمَلَائِكَتِهِ وَكُتُبِهِ وَرُسُلِهِ لَا نُفَرِّقُ بَيْنَ أَحَدٍ مِّن رُّسُلِهِ ۚ وَقَالُوا سَمِعْنَا وَأَطَعْنَا ۖ غُفْرَانَكَ رَبَّنَا وَإِلَيْكَ الْمَصِيرُ

رسول اُس ہدایت پر ایمان لایا ہے جو اس کے رب کی طرف سے اس پر نازل ہوئی ہے اور مومنین نے بھی اس ہدایت کو دل سے تسلیم کر لیا ہے یہ سب **اللہ** اور اس کے **ملائکہ** اور اس کی **کتابوں** اور اس کے **رسولوں** کو مانتے ہیں اور ان کا قول یہ ہے کہ: ''ہم اللہ کے رسولوں کو ایک دوسرے سے الگ نہیں کرتے، ہم نے حکم سنا اور اطاعت قبول کی مالک! ہم تجھ سے مغفرت کے طالب ہیں اور ہمیں تیری ہی طرف پلٹنا ہے''۔(البقرہ ۲:۲۸۵)

لَّيْسَ الْبِرَّ أَن تُوَلُّوا وُجُوهَكُمْ قِبَلَ الْمَشْرِقِ وَالْمَغْرِبِ وَلَٰكِنَّ الْبِرَّ مَنْ آمَنَ بِاللَّهِ وَالْيَوْمِ الْآخِرِ وَالْمَلَائِكَةِ وَالْكِتَابِ وَالنَّبِيِّينَ وَآتَى الْمَالَ عَلَىٰ حُبِّهِ ذَوِي الْقُرْبَىٰ وَالْيَتَامَىٰ وَالْمَسَاكِينَ وَابْنَ السَّبِيلِ وَالسَّائِلِينَ وَفِي الرِّقَابِ وَأَقَامَ الصَّلَاةَ وَآتَى الزَّكَاةَ وَالْمُوفُونَ بِعَهْدِهِمْ إِذَا عَاهَدُوا ۖ وَالصَّابِرِينَ فِي الْبَأْسَاءِ وَالضَّرَّاءِ وَحِينَ الْبَأْسِ ۗ أُولَٰئِكَ الَّذِينَ صَدَقُوا ۖ وَأُولَٰئِكَ هُمُ الْمُتَّقُونَ

نیکی یا کشاد کی راہ یہ نہیں ہے کہ تم نے اپنے چہرے مشرق کی طرف کر لیے یا مغرب کی طرف، بلکہ نیکی یا کشاد کی راہ تو یہ ہے کہ آدمی **اللہ** پر اور **یوم آخر** اور **ملائکہ** پر اور اللہ کی نازل کی ہوئی **کتاب** اور اس کے **نبیوں** پر ایمان لائے اور اللہ کی محبت میں اپنا دل پسند مال رشتے داروں اور یتیموں پر، مسکینوں اور مسافروں پر، مدد کے لیے ہاتھ پھیلانے والوں پر اور غلاموں کی رہائی پر خرچ کرے، صلاۃ قائم کرے اور زکوٰۃ دے اور نیک وہ لوگ ہیں کہ جب عہد کریں تو اُسے وفا کریں، اور تنگی و مصیبت کے وقت میں اور حق و باطل کی جنگ میں صبر کریں یہ ہیں جو (اپنے نیکی کے دعوی میں) سچے ہیں اور یہی لوگ متقی ہیں۔(البقرہ ۲:۱۷۷)

يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا آمِنُوا بِاللَّهِ وَرَسُولِهِ وَالْكِتَابِ الَّذِي نَزَّلَ عَلَىٰ رَسُولِهِ وَالْكِتَابِ الَّذِي أَنزَلَ مِن قَبْلُ ۚ وَمَن يَكْفُرْ بِاللَّهِ وَمَلَائِكَتِهِ وَكُتُبِهِ وَرُسُلِهِ وَالْيَوْمِ الْآخِرِ فَقَدْ ضَلَّ ضَلَالًا بَعِيدًا

اے ایمان والو! ایمان لاؤ تم اللہ پر اور اس کے رسول (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) پر اور اس کتاب پر جو اس نے اپنے رسول (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) پر نازل فرمائی ہے اور اس کتاب پر جو اس نے (اس سے) پہلے اتاری تھی، اور جو کوئی اللہ کا اور اس کے ملائکہ کا اور اس کی کتابوں کا اور اس کے رسولوں کا اور آخرت کے دن کا انکار کرے تو بیشک وہ دور دراز کی گمراہی میں بھٹک گیا۔

(النساء ۴:۱۳۶)

اُوپر دی گئی آیت میں ایمان والوں کو بھی ایمان لانے کا حکم دیا گیا ہے۔ اس سے وہ لوگ بھی مراد ہو سکتے ہیں جو بزعمِ خویش اپنے آپ کو مومن سمجھتے ہیں یا مسلمانوں کے گھر پیدا ہوئے ہوتے ہیں۔ اس آیت میں کُفر سے باز رہنے کا اشارہ بھی اُنہی حقیقتوں کے تناظر میں کیا گیا ہے، جن پر ایمان لانے کا حکم البقرہ ۲:۱۷۷، ۲۸۵ میں کیا گیا ہے۔ یعنی اللہ، ملائکہ، کُتب، رُسُل اور یومِ آخر۔

اس کائنات کی ہر چیز اللہ ہی کے قوانین کے سامنے طوعاً و کرھاً سرِ تسلیم خم کئے ہوئے ہے۔ (آلِ عمران ۳:۸۳)۔ انسان کے علاوہ باقی مخلوقات اللہ کے قوانین کی پابندی پر مجبور ہیں۔ انسان کو یہ شرف حاصل ہے کہ اُسے اختیار و ارادہ دیا گیا ہے۔ اِس کے ساتھ ساتھ اس سے عقلی تقاضا کیا گیا ہے کہ وہ اللہ کی ہستی کے وجود پر ایمان لائے جس کے قوانین کی پابندی کائنات کی ہر شئے کرتی ہے۔ اُن کتابوں پر بھی ایمان لائے جس میں اللہ نے اپنے قوانین و ہدایات دے رکھی ہیں، اُن ملائکہ پر بھی ایمان لائے جن کے ذریعہ سے اللہ نے ان قوانین و ہدایات کو نبیوں اور رسولوں تک پہنچایا اور جن میں سے بعض کو اس نے مختلف اُمور کی تدبیر کے لئے مامور کیا (النازعات ۷۹:۵)، اُن نبیوں اور رسولوں پر بھی ایمان لائے جنھوں نے یہ قوانین و ہدایات انسانوں تک پہنچائیں اور ان کے مطابق معاشرے میں نظمِ اجتماعی قائم کیا، اور اس بات پر بھی ایمان لائے کہ آخرِ کار اللہ کے قوانین و ہدایات کی روشنی میں ہی انسانی اعمال کے نتائج بر آمد ہونے ہیں، چاہے وہ اس دنیا کی مستقبل کی زندگی میں ہوں یا مرنے کے بعد کی زندگی میں۔ اسی کا نام

الایمان ہے۔ اور الاسلام نام ہے، اللہ کے دیئے ہوئے قوانین وہدایات کے سامنے سرِ تسلیم خم کرتے ہوئے انہی کے مطابق زندگی گزارنے کا۔

محض زبان سے کہہ دینا کہ 'میں ایمان لایا'، کا مطلب ضروری یہ نہیں کہ انسان واقعی مومن بن گیا ہے۔

وَمِنَ النَّاسِ مَن يَقُولُ آمَنَّا بِاللَّهِ وَبِالْيَوْمِ الْآخِرِ وَمَا هُم بِمُؤْمِنِينَ
اور لوگوں میں سے بعض وہ (بھی) ہیں جو کہتے ہیں ہم اللہ پر اور یومِ آخر پر ایمان لائے حالانکہ وہ (ہرگز) مومن نہیں ہیں، (البقرہ ۲:۸)

قرآن میں منافقین کی ایک نشانی یہ بتائی گئی ہے کہ وہ اپنے مُنہ سے وہ کچھ کہتے ہیں جو ان کے دلوں میں نہیں ہوتا۔

يَقُولُونَ بِأَفْوَاهِهِم مَّا لَيْسَ فِي قُلُوبِهِمْ
وہ اپنے منہ سے وہ کچھ کہتے ہیں جو ان کے دلوں میں نہیں ہیں۔ (آلِ عمران ۳:۱۶۷)

يَا أَيُّهَا الرَّسُولُ لَا يَحْزُنكَ الَّذِينَ يُسَارِعُونَ فِي الْكُفْرِ مِنَ الَّذِينَ قَالُوا آمَنَّا بِأَفْوَاهِهِمْ وَلَمْ تُؤْمِن قُلُوبُهُمْ
اے رسول! وہ لوگ آپ کو رنجیدہ خاطر نہ کریں جو کفر میں تیزی (سے پیش قدمی) کرتے ہیں ان میں وہ بھی ہیں جو اپنے منہ سے کہتے ہیں کہ ہم ایمان لائے حالانکہ ان کے دل ایمان نہیں لائے۔ (المائدہ ۵:۴۱)

ایسے لوگ اگر سچی بات کی گواہی بھی دیں تو ان کو جھوٹا تصور کیا جائے گا، کیونکہ سچ، دِل اور زبان کی ہم آہنگی کا نام ہے۔

إِذَا جَاءَكَ الْمُنَافِقُونَ قَالُوا نَشْهَدُ إِنَّكَ لَرَسُولُ اللَّهِ ۗ وَاللَّهُ يَعْلَمُ إِنَّكَ لَرَسُولُهُ وَاللَّهُ يَشْهَدُ إِنَّ الْمُنَافِقِينَ لَكَاذِبُونَ

(اے رسول) جب منافق آپ کے پاس آتے ہیں تو کہتے ہیں: ہم گواہی دیتے ہیں کہ آپ یقیناً اللہ کے رسول ہیں، اور اللہ جانتا ہے کہ یقیناً آپ اُس کے رسول ہیں، اور اللہ گواہی دیتا ہے کہ یقیناً منافق لوگ جھوٹے ہیں۔ (المنافقون ۱:۶۳)

ایمان صرف زبان سے ماننے کا نام ہی نہیں بلکہ قلب کی گہرائی سے، بغیر کسی شک وشبہ کے ساتھ، حقائق کو تسلیم کرنے اور اپنے طرزِ عمل سے اس کی تصدیق کرنے کا نام ہے۔ جیسے کہ درج ذیل آیات سے واضح ہے۔

قَالَتِ الْأَعْرَابُ آمَنَّا ۖ قُل لَّمْ تُؤْمِنُوا وَلَٰكِن قُولُوا أَسْلَمْنَا وَلَمَّا يَدْخُلِ الْإِيمَانُ فِي قُلُوبِكُمْ ۖ وَإِن تُطِيعُوا اللَّهَ وَرَسُولَهُ لَا يَلِتْكُم مِّنْ أَعْمَالِكُمْ شَيْئًا ۚ إِنَّ اللَّهَ غَفُورٌ رَّحِيمٌ

اعراب کہتے ہیں کہ ہم ایمان لائے ہیں، آپ فرما دیجئے: تم ایمان نہیں لائے، ہاں یہ کہو کہ ہم اسلام لائے ہیں (ہم نے ہتھیار ڈال دیئے ہیں، ہم نے سرِ تسلیم خم کر لیا) اور ابھی ایمان تمہارے دلوں میں داخل ہی نہیں ہوا، اور اگر تم اللہ اور اس کے رسول (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کی اطاعت کرو تو وہ تمہارے اعمال (کے اجر میں) سے کچھ بھی کم نہیں کرے گا، بیشک اللہ بہت مغفرت والا بہت رحم فرمانے والا ہے۔ (الحجرات ۱۴:۴۹)

إِنَّمَا الْمُؤْمِنُونَ الَّذِينَ آمَنُوا بِاللَّهِ وَرَسُولِهِ ثُمَّ لَمْ يَرْتَابُوا وَجَاهَدُوا بِأَمْوَالِهِمْ وَأَنفُسِهِمْ فِي سَبِيلِ اللَّهِ ۚ أُولَٰئِكَ هُمُ الصَّادِقُونَ

ایمان والے تو وہ لوگ ہیں جو اللہ اور اس کے رسول (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) پر ایمان لائے، پھر شک میں نہ پڑے اور اللہ کی راہ میں اپنے اموال اور اپنی جانوں سے جہاد کرتے رہے، یہی وہ لوگ ہیں جو (دعوائے ایمان میں) سچّے ہیں۔ (الحجرات ۱۵:۴۹)

ایمان لانا تو در حقیقت اللہ اور مومن کے درمیان ایک معاہدہ ہے۔

إِنَّ اللَّهَ اشْتَرَىٰ مِنَ الْمُؤْمِنِينَ أَنفُسَهُمْ وَأَمْوَالَهُم بِأَنَّ لَهُمُ الْجَنَّةَ يُقَاتِلُونَ فِي سَبِيلِ اللَّهِ فَيَقْتُلُونَ وَيُقْتَلُونَ وَعْدًا عَلَيْهِ حَقًّا فِي التَّوْرَاةِ وَالْإِنجِيلِ وَالْقُرْآنِ وَمَنْ أَوْفَىٰ بِعَهْدِهِ مِنَ اللَّهِ فَاسْتَبْشِرُوا بِبَيْعِكُمُ الَّذِي بَايَعْتُم بِهِ وَذَٰلِكَ هُوَ الْفَوْزُ الْعَظِيمُ

بیشک اللہ نے اہلِ ایمان سے ان کی جانیں اور ان کے مال، ان کے لئے جنت کے عوض خرید لئے ہیں، (اب) وہ اللہ کی راہ میں قتال کرتے ہیں، سو وہ (حق کی خاطر) قتل کرتے ہیں اور (خود بھی) قتل کئے جاتے ہیں۔ (اللہ نے) اپنے ذمۂ کرم پر پختہ وعدہ (لیا) ہے، تورات میں (بھی) انجیل میں (بھی) اور قرآن میں (بھی)، اور کون اپنے وعدہ کو اللہ سے زیادہ پورا کرنے والا ہے، سو (ایمان والو!) تم اپنے سودے پر خوشیاں مناؤ جس کے عوض تم نے (جان و مال کو) بیچا ہے، اور یہی تو زبردست کامیابی ہے۔ (التوبہ ۹:۱۱۱)

قرآن مجید کی کئی ایک آیات میں مومنین کی صفات و خصوصیات کا ذکر ہے، جن سے ایمان کی حقیقت کو سمجھا جا سکتا ہے۔ ان میں سے چند ایک آیات ذیل میں دی گئی ہیں:

لَّا تَجِدُ قَوْمًا يُؤْمِنُونَ بِاللَّهِ وَالْيَوْمِ الْآخِرِ يُوَادُّونَ مَنْ حَادَّ اللَّهَ وَرَسُولَهُ وَلَوْ كَانُوا آبَاءَهُمْ أَوْ أَبْنَاءَهُمْ أَوْ إِخْوَانَهُمْ أَوْ عَشِيرَتَهُمْ ۚ أُولَٰئِكَ كَتَبَ فِي قُلُوبِهِمُ الْإِيمَانَ وَأَيَّدَهُم بِرُوحٍ مِّنْهُ ۖ وَيُدْخِلُهُمْ جَنَّاتٍ تَجْرِي مِن تَحْتِهَا الْأَنْهَارُ خَالِدِينَ فِيهَا ۚ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمْ وَرَضُوا عَنْهُ ۚ أُولَٰئِكَ حِزْبُ اللَّهِ ۚ أَلَا إِنَّ حِزْبَ اللَّهِ هُمُ الْمُفْلِحُونَ

تم کبھی یہ نہ پاؤ گے کہ جو لوگ اللہ اور آخرت پر ایمان رکھنے والے ہیں وہ اُن لوگوں سے محبت کرتے ہوں جنہوں نے اللہ اور اس کے رسول کی مخالفت کی ہے، خواہ وہ اُن کے باپ ہوں، یا اُن کے بیٹے، یا اُن کے بھائی یا اُن کے اہل خاندان یہ وہ لوگ ہیں جن کے دلوں میں اللہ نے ایمان ثبت کر دیا ہے اور اپنی طرف سے ایک روح عطا کر کے ان کو قوت بخشی ہے وہ ان کو ایسی جنتوں میں داخل کرے گا جن کے نیچے نہریں بہتی ہوں گی ان میں وہ ہمیشہ رہیں گے اللہ ان سے راضی ہوا اور وہ اللہ سے راضی ہوئے وہ اللہ کی پارٹی کے لوگ ہیں خبردار رہو، اللہ کی پارٹی والے ہی فلاح پانے والے ہیں۔ (المجادلہ ۵۸:۲۲)

إِنَّمَا الْمُؤْمِنُونَ الَّذِينَ إِذَا ذُكِرَ اللَّهُ وَجِلَتْ قُلُوبُهُمْ وَإِذَا تُلِيَتْ عَلَيْهِمْ آيَاتُهُ زَادَتْهُمْ إِيمَانًا وَعَلَىٰ رَبِّهِمْ يَتَوَكَّلُونَ ، الَّذِينَ يُقِيمُونَ الصَّلَاةَ وَمِمَّا رَزَقْنَاهُمْ يُنفِقُونَ ، أُولَٰئِكَ هُمُ الْمُؤْمِنُونَ حَقًّا ۚ لَّهُمْ دَرَجَاتٌ عِندَ رَبِّهِمْ وَمَغْفِرَةٌ وَرِزْقٌ كَرِيمٌ۔

سچّے اہلِ ایمان تو وہ لوگ ہیں جن کے دل اللہ کا ذکر سُن کر لرز جاتے ہیں اور جب اللہ کی آیات ان کے سامنے تلاوت کی جاتی ہیں تو ان کا ایمان بڑھ جاتا ہے اور وہ اپنے رب پر توکل کرتے ہیں، (یہ) وہ لوگ ہیں جو صلاۃ قائم رکھتے ہیں اور جو کچھ ہم نے انہیں عطا کیا ہے اس میں سے (اللہ کی راہ میں) خرچ کرتے رہتے ہیں، (حقیقت میں) یہی لوگ سچے مومن ہیں، ان کے لئے ان کے رب کی بارگاہ میں (بڑے) درجات ہیں اور مغفرت اور رزقِ کریم ہے۔ (الانفال ۸:۲۔۴)

وَالَّذِينَ آمَنُوا وَهَاجَرُوا وَجَاهَدُوا فِي سَبِيلِ اللَّهِ وَالَّذِينَ آوَوا وَّنَصَرُوا أُولَٰئِكَ هُمُ الْمُؤْمِنُونَ حَقًّا ۚ لَّهُم مَّغْفِرَةٌ وَرِزْقٌ كَرِيمٌ

اور جو لوگ ایمان لائے اور انہوں نے ہجرت کی اور اللہ کی راہ میں جہاد کیا اور جن لوگوں نے (راہِ خدا میں گھر بار اور وطن قربان کر دینے والوں کو) جگہ دی اور (ان کی) مدد کی، وہی لوگ حقیقت میں سچے مومن ہیں، ان ہی کے لئے مغفرت اور رزقِ کریم ہے (الانفال ۸:۷۴)

فَلَا وَرَبِّكَ لَا يُؤْمِنُونَ حَتَّىٰ يُحَكِّمُوكَ فِيمَا شَجَرَ بَيْنَهُمْ ثُمَّ لَا يَجِدُوا فِي أَنفُسِهِمْ حَرَجًا مِّمَّا قَضَيْتَ وَيُسَلِّمُوا تَسْلِيمًا

نہیں، (اے رسولؐ)، تمہارے رب کی قسم یہ کبھی مومن نہیں ہو سکتے جب تک کہ اپنے باہمی اختلافات میں یہ تم کو فیصلہ کرنے والا نہ مان لیں، پھر جو کچھ تم فیصلہ کرو، اس پر اپنے دلوں میں بھی کوئی تنگی نہ محسوس کریں، بلکہ سر بسر تسلیم کر لیں۔ (النساء ۴:۶۵)

إِنَّمَا الْمُؤْمِنُونَ الَّذِينَ آمَنُوا بِاللَّهِ وَرَسُولِهِ وَإِذَا كَانُوا مَعَهُ عَلَىٰ أَمْرٍ جَامِعٍ لَّمْ يَذْهَبُوا حَتَّىٰ يَسْتَأْذِنُوهُ ۚ إِنَّ الَّذِينَ يَسْتَأْذِنُونَكَ أُولَٰئِكَ الَّذِينَ يُؤْمِنُونَ بِاللَّهِ وَرَسُولِهِ ۚ فَإِذَا اسْتَأْذَنُوكَ لِبَعْضِ شَأْنِهِمْ فَأْذَن لِّمَن شِئْتَ مِنْهُمْ وَاسْتَغْفِرْ لَهُمُ اللَّهَ ۚ إِنَّ اللَّهَ غَفُورٌ رَّحِيمٌ

ایمان والے تو وہی لوگ ہیں جو اللہ پر اور اس کے رسول (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) پر ایمان لے آئے ہیں اور جب وہ آپ کے ساتھ کسی ایسے (اجتماعی) کام پر حاضر ہوں جو (لوگوں کو) یکجا کرنے والا ہو تو وہاں سے چلے نہ جائیں (یعنی امت میں اجتماعیت اور وحدت پیدا کرنے کے عمل میں دل جمعی سے شریک ہوں) جب تک کہ وہ (کسی خاص عذر کے باعث) آپ سے اجازت نہ لے لیں، (اے رسولِ معظّم!) بیشک جو لوگ (آپ ہی کو حاکم اور مرجع سمجھ کر) آپ سے اجازت طلب کرتے ہیں وہی لوگ اللہ اور اس کے رسول (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) پر ایمان رکھنے والے ہیں، پھر جب وہ آپ سے اپنے کسی کام کے لئے (جانے کی) اجازت چاہیں تو آپ (حاکم و مختار ہیں) ان میں سے جسے چاہیں اجازت مرحمت فرمادیں اور ان کے لئے (اپنی مجلس سے اجازت لے کر جانے پر بھی) اللہ سے مغفرت مانگیں (کہ کہیں اتنی بات پر بھی گرفت نہ ہو جائے)، بیشک اللہ بڑا غفور، اور رحیم ہے۔ (النور ۲۴:۶۲)

وَمَا كَانَ لِمُؤْمِنٍ وَلَا مُؤْمِنَةٍ إِذَا قَضَى اللَّهُ وَرَسُولُهُ أَمْرًا أَن يَكُونَ لَهُمُ الْخِيَرَةُ مِنْ أَمْرِهِمْ ۗ وَمَن يَعْصِ اللَّهَ وَرَسُولَهُ فَقَدْ ضَلَّ ضَلَالًا مُّبِينًا

کسی مومن مرد اور کسی مومن عورت کو یہ حق نہیں ہے کہ جب اللہ اور اس کا رسولؐ کسی معاملے کا فیصلہ کر دے تو پھر اسے اپنے اُس معاملے میں خود فیصلہ کرنے کا اختیار حاصل رہے اور جو کوئی اللہ اور اس کے رسولؐ کی نافرمانی کرے تو وہ صریح گمراہی میں پڑ گیا۔ (الاحزاب ۳۳:۳۶)

قَدْ أَفْلَحَ الْمُؤْمِنُونَ ۞ الَّذِينَ هُمْ فِي صَلَاتِهِمْ خَاشِعُونَ ۞ وَالَّذِينَ هُمْ عَنِ اللَّغْوِ مُعْرِضُونَ ۞ وَالَّذِينَ هُمْ لِلزَّكَاةِ فَاعِلُونَ ۞ وَالَّذِينَ هُمْ لِفُرُوجِهِمْ حَافِظُونَ ۞ إِلَّا عَلَىٰ أَزْوَاجِهِمْ أَوْ مَا مَلَكَتْ أَيْمَانُهُمْ فَإِنَّهُمْ غَيْرُ مَلُومِينَ ۞ فَمَنِ ابْتَغَىٰ وَرَاءَ ذَٰلِكَ فَأُولَٰئِكَ هُمُ الْعَادُونَ ۞ وَالَّذِينَ هُمْ لِأَمَانَاتِهِمْ وَعَهْدِهِمْ رَاعُونَ ۞ وَالَّذِينَ هُمْ عَلَىٰ صَلَوَاتِهِمْ يُحَافِظُونَ ۞ أُولَٰئِكَ هُمُ الْوَارِثُونَ ۞ الَّذِينَ يَرِثُونَ الْفِرْدَوْسَ هُمْ فِيهَا خَالِدُونَ

یقیناً فلاح پائی ہے ایمان والوں نے جو: اپنی صلاۃ میں خشوع اختیار کرتے ہیں، لغویات سے دور رہتے ہیں، زکوٰۃ کے لئے کام کرتے ہیں، اپنی شرمگاہوں کی حفاظت کرتے ہیں، سوائے اپنی بیویوں کے یا (یعنی) وہ جو ان کی مِلک میں آچکیں، بیشک (احکامِ شریعت کے مطابق ان کے پاس جانے سے) ان پر کوئی ملامت نہیں، پھر جو شخص اس کے سوا کچھ اور چاہے تو ایسے لوگ ہی حد سے تجاوز کرنے والے (سرکش) ہیں، اور جو لوگ اپنی امانتوں اور اپنے وعدوں کی پاسداری کرنے والے ہیں، اور جو اپنی صلاۃ کی حفاظت کرنے والے ہیں، یہی لوگ (جنت کے) وارث ہیں، یہ لوگ جنت کے سب سے اعلیٰ باغات (جہاں تمام نعمتوں، راحتوں اور قربِ الٰہی کی لذتوں کی کثرت ہوگی ان) کی وراثت (بھی) پائیں گے، وہ ان میں ہمیشہ رہیں گے۔ (المومنون ۲۳:۱۔۱۱)

وَمَا أَدْرَاكَ مَا الْعَقَبَةُ ۞ فَكُّ رَقَبَةٍ ۞ أَوْ إِطْعَامٌ فِي يَوْمٍ ذِي مَسْغَبَةٍ ۞ يَتِيمًا ذَا مَقْرَبَةٍ ۞ أَوْ مِسْكِينًا ذَا مَتْرَبَةٍ ۞ ثُمَّ كَانَ مِنَ الَّذِينَ آمَنُوا وَتَوَاصَوْا بِالصَّبْرِ وَتَوَاصَوْا بِالْمَرْحَمَةِ

اور آپ کیا سمجھے ہیں کہ وہ (دینِ حق کے مجاہدہ کی) گھاٹی کیا ہے، وہ (غلامی و محکومی کی زندگی سے) کسی گردن کا آزاد کرانا ہے، یا بھوک والے دن (یعنی قحط و اَفلاس کے دور میں غریب شخص کو) کھانا کھلانا ہے، جو لوگوں کے قریب ہونے کے باوجود بے سہارا ہے، یا جو مسکین، خاک نشین (اور بے گھر) ہے، پھر ان لوگوں میں سے ہونا ہے جو ایمان لائے ہیں اور ایک دوسرے کو صبر و تحمل کی نصیحت کرتے ہیں اور باہم رحمت و شفقت کی تاکید کرتے ہیں۔ (البلد ۹۰:۱۲۔۱۷)

'ایمان' بمقابلہ 'کُفر'

قرآن میں متعدد مقامات پر 'ایمان' کا لفظ 'کُفر' کے مقابلہ میں آیا ہے۔ 'کُفر'، حق کے واضح ہو جانے کے باوجود ضِد، حسد، تکبر، سرکشی یا مفاد پرستی کی بنا پر اس کا اظہار نہ کرنے اور ماننے سے انکار کرنے کا نام ہے۔

هُوَ الَّذِي خَلَقَكُمْ فَمِنكُمْ كَافِرٌ وَمِنكُم مُّؤْمِنٌ ۚ وَاللَّهُ بِمَا تَعْمَلُونَ بَصِيرٌ
وہی ہے جس نے تمہیں پیدا کیا، پس تم میں سے (کوئی) کافر ہو گیا، اور تم میں سے (کوئی) مومن ہو گیا، اور اللہ اُن کاموں کو جو تم کرتے ہو خوب دیکھنے والا ہے۔ (التغابن ۶۴:۲)

وَمَن يَتَبَدَّلِ الْكُفْرَ بِالْإِيمَانِ فَقَدْ ضَلَّ سَوَاءَ السَّبِيلِ
جس شخص نے ایمان کی روش کو کفر کی روش سے بدل لیا وہ راہِ راست سے بھٹک گیا۔ (البقرہ ۲:۱۰۸)

وَدَّ كَثِيرٌ مِّنْ أَهْلِ الْكِتَابِ لَوْ يَرُدُّونَكُم مِّن بَعْدِ إِيمَانِكُمْ كُفَّارًا حَسَدًا مِّنْ عِندِ أَنفُسِهِم مِّن بَعْدِ مَا تَبَيَّنَ لَهُمُ الْحَقُّ
بہت سے اہلِ کتاب کی یہ خواہش ہے تمہارے ایمان لے آنے کے بعد پھر تمہیں کفر کی طرف لوٹا دیں، اس حسد کے باعث جو ان کے دلوں میں ہے اس کے باوجود کہ ان پر حق خوب ظاہر ہو چکا ہے۔ (البقرہ ۲:۱۰۹)

يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا لَا تَتَّخِذُوا آبَاءَكُمْ وَإِخْوَانَكُمْ أَوْلِيَاءَ إِنِ اسْتَحَبُّوا الْكُفْرَ عَلَى الْإِيمَانِ ۚ وَمَن يَتَوَلَّهُم مِّنكُمْ فَأُولَٰئِكَ هُمُ الظَّالِمُونَ. قُلْ إِن كَانَ آبَاؤُكُمْ وَأَبْنَاؤُكُمْ وَإِخْوَانُكُمْ وَأَزْوَاجُكُمْ وَعَشِيرَتُكُمْ وَأَمْوَالٌ اقْتَرَفْتُمُوهَا وَتِجَارَةٌ تَخْشَوْنَ كَسَادَهَا وَمَسَاكِنُ تَرْضَوْنَهَا أَحَبَّ إِلَيْكُم مِّنَ اللَّهِ وَرَسُولِهِ وَجِهَادٍ فِي سَبِيلِهِ فَتَرَبَّصُوا حَتَّىٰ يَأْتِيَ اللَّهُ بِأَمْرِهِ ۗ وَاللَّهُ لَا يَهْدِي الْقَوْمَ الْفَاسِقِينَ

اے ایمان والو! تم اپنے باپ (دادا) اور بھائیوں کو بھی دوست نہ بناؤ اگر وہ **ایمان** پر **کفر** کو محبوب رکھتے ہوں، اور تم میں سے جو شخص بھی انہیں دوست رکھے گا سو وہی لوگ ظالم ہیں، (اے نبی مکرم!) آپ فرما دیں: اگر تمہارے باپ (دادا) اور تمہارے بیٹے (بیٹیاں) اور تمہارے بھائی (بہنیں) اور تمہاری بیویاں اور تمہارے (دیگر) رشتہ دار اور تمہارے اموال جو تم نے (محنت سے) کمائے اور تجارت و کاروبار جس کے نقصان سے تم ڈرتے رہتے ہو اور وہ مکانات جنہیں تم پسند کرتے ہو، تمہارے نزدیک اللہ اور اس کے رسول (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) اور اس کی راہ میں جہاد سے زیادہ محبوب ہیں تو پھر انتظار کرو یہاں تک کہ اللہ اپنا حکمِ (عذاب) لے آئے، اور اللہ فاسق لوگوں کو ہدایت نہیں فرماتا۔ (التوبہ ۹: ۲۳۔۲۴)

إِنَّ الَّذِينَ كَفَرُوا وَصَدُّوا عَن سَبِيلِ اللَّهِ وَشَاقُّوا الرَّسُولَ مِن بَعْدِ مَا تَبَيَّنَ لَهُمُ الْهُدَىٰ لَن يَضُرُّوا اللَّهَ شَيْئًا وَسَيُحْبِطُ أَعْمَالَهُمْ

جن لوگوں نے کفر کیا اور اللہ کی راہ سے روکا اور رسول سے جھگڑا کیا **جبکہ ان پر راہ راست واضح ہو چکی تھی**، در حقیقت وہ اللہ کا کوئی نقصان بھی نہیں کر سکتے، بلکہ اللہ ہی ان کا سب کیا کرایا غارت کر دے گا۔ (محمد ۴۷: ۳۲)

وَلَمَّا جَاءَهُمْ كِتَابٌ مِّنْ عِندِ اللَّهِ مُصَدِّقٌ لِّمَا مَعَهُمْ وَكَانُوا مِن قَبْلُ يَسْتَفْتِحُونَ عَلَى الَّذِينَ كَفَرُوا فَلَمَّا جَاءَهُم مَّا عَرَفُوا كَفَرُوا بِهِ ۚ فَلَعْنَةُ اللَّهِ عَلَى الْكَافِرِينَ، بِئْسَمَا اشْتَرَوْا بِهٖٓ اَنْفُسَهُمْ اَنْ يَّكْفُرُوْا بِمَآ اَنْزَلَ اللّٰهُ بَغْيًا اَنْ يُّنَزِّلَ اللّٰهُ مِنْ فَضْلِهٖ عَلٰى مَنْ يَّشَآءُ مِنْ عِبَادِهٖ

اور جب اللہ کی طرف سے ان کے پاس ایک ایسی کتاب آئی جو اُس (کتاب کی پیشگوئیوں) کی جو اُن کے پاس تھی سچا کر رہی تھی جبکہ حال یہ تھا کہ اس سے پہلے وہ ان لوگوں کے خلاف جنہوں نے کفر کیا (اللہ سے) مدد مانگا کرتے تھے۔ پس جب وہ اُن کے پاس آگیا جسے انہوں نے پہچان لیا تو (پھر بھی) اُس کا انکار کر دیا۔ پس کافروں پر اللہ کی لعنت ہو۔ بہت بُرا ہے جو انہوں نے اپنے نفوس بیچ کر ان کے بدلے میں حاصل کیا کہ اُس (حق) کا انکار کر رہے ہیں جو اللہ نے اتارا۔ اس بات کے خلاف بغاوت کرتے ہوئے کہ اللہ اپنے بندوں میں سے جس پر چاہتا ہے اپنا فضل نازل کرتا ہے۔ (البقرہ ۲:۸۹۔۹۰)

'مومن' بمقابلہ 'مُشرک'

وَلَعَبْدٌ مُّؤْمِنٌ خَيْرٌ مِّن مُّشْرِكٍ وَلَوْ أَعْجَبَكُمْ

اور یقیناً مشرک مرد سے مؤمن غلام بہتر ہے خواہ وہ تمہیں بھلا ہی لگے۔ (البقرہ ۲:۲۲۱)

’مومن‘ بمقابلہ ’فاسق‘

أَفَمَن كَانَ مُؤْمِنًا كَمَن كَانَ فَاسِقًا ۚ لَّا يَسْتَوُونَ

بھلا کہیں یہ ہو سکتا ہے کہ جو شخص مومن ہو وہ اُس شخص کی طرح ہو جائے جو فاسق ہو؟ یہ دونوں برابر نہیں ہو سکتے۔

(السجدة ۱۸:۳۲)

’ایمان‘ اور ’امن‘ اور ’خوف‘ کا باہمی تعلق

وَكَيْفَ أَخَافُ مَا أَشْرَكْتُمْ وَلَا تَخَافُونَ أَنَّكُمْ أَشْرَكْتُم بِاللَّهِ مَا لَمْ يُنَزِّلْ بِهِ عَلَيْكُمْ سُلْطَانًا ۚ فَأَيُّ الْفَرِيقَيْنِ أَحَقُّ بِالْأَمْنِ ۖ إِن كُنتُمْ تَعْلَمُونَ. الَّذِينَ آمَنُوا وَلَمْ يَلْبِسُوا إِيمَانَهُم بِظُلْمٍ أُولَٰئِكَ لَهُمُ الْأَمْنُ وَهُم مُّهْتَدُونَ

اور میں ان (معبودانِ باطلہ) سے کیونکر خوفزدہ ہو سکتا ہوں جنہیں تم (اللہ کا) شریک ٹھہراتے ہو درآنحالیکہ تم اس بات سے نہیں ڈرتے کہ تم نے اللہ کے ساتھ (بتوں کو) شریک بنا رکھا ہے (جبکہ) اس نے تم پر اس (شرک) کی کوئی دلیل نہیں اتاری (اب تم ہی جواب دو!) سو ہر دو فریق میں سے (عذاب سے) بے خوف رہنے کا زیادہ حق دار کون ہے؟ اگر تم جانتے ہو،، حقیقت میں تو امن انہی کے لیے ہے اور راہ راست پر وہی ہیں جو ایمان لائے اور جنہوں نے اپنے ایمان کو ظلم کے ساتھ آلودہ نہیں کیا۔

(الانعام ۸۲:۶)

ایمان اور عملِ صالح کا لازمی نتیجہ خوف سے نجات ہے۔

إِنَّ الَّذِينَ آمَنُوا وَالَّذِينَ هَادُوا وَالنَّصَارَىٰ وَالصَّابِئِينَ مَنْ آمَنَ بِاللَّهِ وَالْيَوْمِ الْآخِرِ وَعَمِلَ صَالِحًا فَلَهُمْ أَجْرُهُمْ عِندَ رَبِّهِمْ وَلَا خَوْفٌ عَلَيْهِمْ وَلَا هُمْ يَحْزَنُونَ

بیشک جو لوگ ایمان لائے اور جو یہودی ہوئے اور (جو) نصاریٰ اور صابی (تھے ان میں سے) جو (بھی) اللہ پر اور آخرت کے دن پر ایمان لایا اور اس نے اچھے عمل کئے، تو ان کے لئے ان کے رب کے ہاں ان کا اجر ہے، ان پر نہ کوئی **خوف** ہو گا اور نہ وہ رنجیدہ ہوں گے۔ (البقرہ ۲:۶۲)

فَمَن يُؤْمِن بِرَبِّهِ فَلَا يَخَافُ بَخْسًا وَلَا رَهَقًا

جو کوئی بھی اپنے رب پر ایمان لے آئے گا اسے کسی حق تلفی یا دھاندلی کا **خوف** نہ ہو گا۔ (الجن ۷۲:۱۳)

اللہ کی کتاب کے بعض حصوں پر ایمان اور بعض سے انکار

أَفَتُؤْمِنُونَ بِبَعْضِ الْكِتَابِ وَتَكْفُرُونَ بِبَعْضٍ ۚ فَمَا جَزَاءُ مَن يَفْعَلُ ذَٰلِكَ مِنكُمْ إِلَّا خِزْيٌ فِي الْحَيَاةِ الدُّنْيَا ۖ وَيَوْمَ الْقِيَامَةِ يُرَدُّونَ إِلَىٰ أَشَدِّ الْعَذَابِ

کیا تم کتاب کے بعض حصوں پر ایمان رکھتے ہو اور بعض کا انکار کرتے ہو؟ پس تم میں سے جو شخص ایسا کرے اس کی کیا سزا ہو سکتی ہے سوائے اس کے کہ **دنیا کی زندگی میں ذلّت (اور رُسوائی)** ہو، اور **قیامت کے دن (بھی ایسے لوگ) سخت ترین عذاب کی طرف لوٹائے جائیں گے**۔ (البقرہ ۲:۸۵)

ایمان کا کم یا زیادہ ہونا

الَّذِينَ قَالَ لَهُمُ النَّاسُ إِنَّ النَّاسَ قَدْ جَمَعُوا لَكُمْ فَاخْشَوْهُمْ فَزَادَهُمْ إِيمَانًا وَقَالُوا حَسْبُنَا اللَّهُ وَنِعْمَ الْوَكِيلُ

(یہ سچے مومن) وہ لوگ (ہیں) جن سے لوگوں نے کہا کہ مخالف لوگ تمہارے مقابلے کے لئے (بڑی کثرت سے) جمع ہو چکے ہیں سو ان سے ڈرو، تو (اس بات نے) ان کے ایمان کو اور بڑھا دیا اور وہ کہنے لگے: ہمیں اللہ کافی ہے اور وہ کیا اچھا کارساز ہے۔ (آلِ عمران ۳:۱۷۳)

وَإِذَا مَا أُنزِلَتْ سُورَةٌ فَمِنْهُم مَّن يَقُولُ أَيُّكُمْ زَادَتْهُ هَٰذِهِ إِيمَانًا ۚ فَأَمَّا الَّذِينَ آمَنُوا فَزَادَتْهُمْ إِيمَانًا وَهُمْ يَسْتَبْشِرُونَ

اور جب بھی کوئی سورت نازل کی جاتی ہے تو ان (منافقوں) میں سے بعض (شرارتاً) یہ کہتے ہیں کہ تم میں سے کون ہے جسے اس (سورت) نے ایمان میں زیادتی بخشی ہے، پس جو لوگ ایمان لے آئے ہیں سو اس (سورت) نے ان کے ایمان کو زیادہ کر دیا اور وہ (اس کیفیتِ ایمانی پر) خوشیاں مناتے ہیں۔ (التوبہ ۹:۱۲۴)

وَلِيَعْلَمَ الَّذِينَ نَافَقُوا ۚ وَقِيلَ لَهُمْ تَعَالَوْا قَاتِلُوا فِي سَبِيلِ اللَّهِ أَوِ ادْفَعُوا ۖ قَالُوا لَوْ نَعْلَمُ قِتَالًا لَّاتَّبَعْنَاكُمْ ۗ هُمْ لِلْكُفْرِ يَوْمَئِذٍ أَقْرَبُ مِنْهُمْ لِلْإِيمَانِ ۚ يَقُولُونَ بِأَفْوَاهِهِم مَّا لَيْسَ فِي قُلُوبِهِمْ ۗ وَاللَّهُ أَعْلَمُ بِمَا يَكْتُمُونَ

اور ایسے لوگوں کی بھی پہچان کرادے جو منافق ہیں، اور جب ان سے کہا گیا کہ آؤ اللہ کی راہ میں جنگ کرو یا (دشمن کے حملے کا) دفاع کرو، تو کہنے لگے: اگر ہم جانتے کہ (واقعۃً کسی ڈھب کی) لڑائی ہو گی (یا ہم اسے اللہ کی راہ میں جنگ جانتے) تو ضرور تمہاری پیروی کرتے، اس دن وہ (ظاہری) ایمان کی نسبت کھلے کفر سے زیادہ قریب تھے، وہ اپنے منہ سے وہ باتیں کہتے ہیں جو ان کے دلوں میں نہیں ہیں، اور اللہ (ان باتوں) کو خوب جانتا ہے جو وہ چھپا رہے ہیں۔ (آلِ عمران ۳:۱۶۷)

ایمان اور اسلام

اللہ کو ماننا (یعنی ایمان لانا) اور اس کے احکام کے سامنے سرِ تسلیم خم کرتے ہوئے انہی کے مطابق زندگی گزارنا (یعنی مُسلم بن جانا) دونوں لازم و ملزوم ہے۔

وَمَا أَنتَ بِهَادِي الْعُمْيِ عَن ضَلَالَتِهِمْ ۖ إِن تُسْمِعُ إِلَّا مَن يُؤْمِنُ بِآيَاتِنَا فَهُم مُّسْلِمُونَ

آپ (دل کے) اندھوں کو ان کی گمراہی سے (بچا کر) ہدایت نہیں دے سکتے، آپ (پیغامِ الٰہی، فی الحقیقت) انہی کی سماعتوں میں اتار سکتے ہیں جو ہماری آیتوں پر ایمان لے آتے ہیں سو وہی لوگ مسلم ہیں (یعنی وہی ہیں جو ہمارے احکام کے سامنے سرِ تسلیم خم کرتے ہوئے انہی کے مطابق زندگی گزارتے ہیں)۔ (النمل ۲۷:۸۱) (الروم ۳۰:۵۳)

يَا عِبَادِ لَا خَوْفٌ عَلَيْكُمُ الْيَوْمَ وَلَا أَنتُمْ تَحْزَنُونَ ۝ الَّذِينَ آمَنُوا بِآيَاتِنَا وَكَانُوا مُسْلِمِينَ ۝

(اُن سے فرمایا جائے گا): اے میرے بندو! آج کے دن تم پر نہ کوئی خوف ہے اور نہ ہی تم غم زدہ ہوگے، (یہ) وہ لوگ ہیں جو ہماری آیتوں پر ایمان لائے اور مسلم بن گئے (یعنی ہمارے احکام کے سامنے سرِ تسلیم خم کرتے ہوئے انہی کے مطابق زندگی گزارنے لگ گئے)۔ (الزخرف ۶۹:۴۳)

ایمان اور لوگوں کی اکثریت

وَمَا أَكْثَرُ النَّاسِ وَلَوْ حَرَصْتَ بِمُؤْمِنِينَ

اور اکثر لوگ ایمان لانے والے نہیں ہیں اگرچہ آپ (کتنی ہی) خواہش کریں۔ (یوسف ۱۰۳:۱۲)

المر ۚ تِلْكَ آيَاتُ الْكِتَابِ ۗ وَالَّذِي أُنزِلَ إِلَيْكَ مِن رَّبِّكَ الْحَقُّ وَلَٰكِنَّ أَكْثَرَ النَّاسِ لَا يُؤْمِنُونَ

الف، لام، میم، را، یہ کتابِ (الٰہی) کی آیتیں ہیں، اور جو کچھ آپ کے رب کی طرف سے آپ کی جانب نازل کیا گیا ہے (وہ) حق ہے لیکن اکثر لوگ ایمان نہیں لاتے۔ (الرعد ۱:۱۳)

وَمَا يُؤْمِنُ أَكْثَرُهُم بِاللَّهِ إِلَّا وَهُم مُّشْرِكُونَ

اور ان میں سے اکثر لوگ اللہ پر ایمان نہیں رکھتے مگر یہ کہ وہ (اس کے ساتھ ساتھ) مشرک (بھی بنے رہتے) ہیں۔ (یوسف ۱۰۶:۱۲)

ایمان اور اختیار و ارادہ

وَقُلِ الْحَقُّ مِن رَّبِّكُمْ ۖ فَمَن شَاءَ فَلْيُؤْمِن وَمَن شَاءَ فَلْيَكْفُرْ

اور فرما دیجئے کہ (یہ) حق تمہارے رب کی طرف سے ہے، پس جو چاہے ایمان لے آئے اور جو چاہے انکار کر دے۔

(الکھف ۱۸:۲۹)

وَلَوْ شَاءَ رَبُّكَ لَآمَنَ مَن فِي الْأَرْضِ كُلُّهُمْ جَمِيعًا ۚ أَفَأَنتَ تُكْرِهُ النَّاسَ حَتَّىٰ يَكُونُوا مُؤْمِنِينَ. وَمَا كَانَ لِنَفْسٍ أَن تُؤْمِنَ إِلَّا بِإِذْنِ اللَّهِ ۚ وَيَجْعَلُ الرِّجْسَ عَلَى الَّذِينَ لَا يَعْقِلُونَ

اور اگر آپ کا رب چاہتا تو ضرور سب کے سب لوگ جو زمین میں آباد ہیں ایمان لے آتے، (جب رب نے انہیں جبراً مومن نہیں بنایا) تو کیا آپ لوگوں پر جبر کریں گے یہاں تک کہ وہ مومن ہو جائیں، اور کسی شخص کو (از خود یہ) قدرت نہیں کہ وہ بغیر اِذنِ الٰہی کے ایمان لے آئے۔ وہ (یوں ہے کہ اللہ تعالی) کفر کی گندگی انہی لوگوں پر ڈالتا ہے جو (حق کو سمجھنے کے لئے) عقل سے کام نہیں لیتے۔ (یونس ۱۰:۱۰۰)

سچے مومنین کی چند نشانیاں

وَلَن يَجْعَلَ اللَّهُ لِلْكَافِرِينَ عَلَى الْمُؤْمِنِينَ سَبِيلًا

اور یہ ہو نہیں سکتا کہ اللہ کافروں کو مومنین پر (غلبہ پانے کی) کوئی راہ دے۔ (النساء ۴:۱۴۱)

وَأَنتُمُ الْأَعْلَوْنَ إِن كُنتُم مُّؤْمِنِينَ

اور تم ہی غالب آؤ گے اگر تم (واقعی صحیح) مومن ہو۔ (آلِ عمران ۳:۱۳۹)

إِنَّ الَّذِينَ آمَنُوا وَعَمِلُوا الصَّالِحَاتِ أُولَئِكَ هُمْ خَيْرُ الْبَرِيَّةِ

بیشک جو لوگ ایمان لائے اور نیک عمل کرتے رہے وہی لوگ ساری مخلوق سے بہتر ہیں۔(البیّنہ ۹۸:۷)

اَلعِبَادَةُ

لفظِ 'عبادت' عربی زبان کا لفظ ہے جس کا مادہ ع۔ب۔د ہے۔ عربی کی مستند لغات میں اس کے مندرجہ ذیل معانی ملتے ہیں:

ا۔ کسی کی بندگی، غلامی یا خدمت گزاری کرنا، ۲۔ کسی کا محکوم ہونا

۳۔ عاجزی اور انکساری کے ساتھ کسی کی اطاعت و تابع فرمانی کرنا یا احکام کی تعمیل کرنا

۴۔ عقیدت مندی اور تعظیم و تکریم کے ساتھ کسی کی پرستش، پُوجا یا پرستاری کرنا

"عبادت" کے مادہ "عبد" کا بنیادی مفہوم کسی کی "بندگی، غلامی، خدمت گزاری یا محکومی" ہے جس میں انسان کسی کی برتری اور بالا دستی تسلیم کر کے اُس کے سامنے اپنی آزادی اور خود مختاری سے دست بردار ہو جاتا ہے۔ چونکہ ایک بندۂ غلام کا بنیادی کام ادب و احترام کے ساتھ اپنے آقا کے احکام کی تعمیل ہو تا ہے، اس لئے مادۂ "عبد" میں "اطاعت، تابع فرمانی اور احکام کی تعمیل" کا مفہوم بھی آ جاتا ہے۔ اِس کے ساتھ ساتھ اگر اِس میں عقیدت کے نذرانے اور مراسمِ بندگی بھی شامل ہو جائیں تو بات "پرستش، پُوجا یا پرستاری" تک پہنچ جاتی ہے۔ اگر عقیدت کے نذرانے اور مراسمِ بندگی بُتوں کو حاجت روا، جان کر پیش کئے جائیں تو مادۂ "عبد" کا مفہوم محض پرستش اور پُوجا پاٹ تک محدود ہو جاتا ہے۔ قرآنِ مجید میں مادۂ "عبد" اوپر دیے گئے مختلف معانی میں استعمال ہوا ہے۔

"بندگی، غلامی اور خدمت گزاری"

قرآن مجید کی سورۃ البقرہ میں ایک جگہ "عبدیت" کا ذکر "حُرّیت" کے مقابلہ میں کیا گیا ہے۔

يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا كُتِبَ عَلَيْكُمُ الْقِصَاصُ فِي الْقَتْلٰى ۭ اَلْحُرُّ بِالْحُرِّ وَالْعَبْدُ بِالْعَبْدِ وَالْاُنْثٰى بِالْاُنْثٰى ۭ

اے لوگو جو ایمان لائے ہو! تم پر مقتولوں کے بارہ میں قصاص فرض کیا گیا ہے' اگر (قاتل) آزاد (مرد) ہو تو اسی آزاد (قاتل سے) اور اگر (قاتل) غلام ہو تو اسی غلام (قاتل) سے اور اگر (قاتل) عورت ہو تو اسی عورت (قاتل) سے۔

(سورۃ البقرۃ ۲ آیت ۱۷۸)

مندرجہ بالا آیت میں اَلْحُرُّ (آزاد) کا ذکر اَلْعَبْدُ (غلام[2]) کے مقابلہ میں آیا ہے۔ "حُرّیت" کا مطلب آزادی اور بِلا کسی روک ٹوک عمل کا اختیار اور قدرت ہے۔ جبکہ "عبدیت" کا مطلب غلامی، بندگی اور احکام کی پابندی ہے۔

نُزولِ قرآن کے زمانے میں عربوں کے ہاں کام کاج اور خدمت گزاری کے لئے بہت زیادہ غلام موجود تھے۔ مندرجہ بالا آیت میں یہ حکم دیا گیا ہے کہ اگر کسی آزاد شخص کے ہاتھوں کوئی قتل ہو جائے تو اسی آزاد شخص سے اس کا قصاص لیا جائے۔ اسی طرح اگر کسی غلام شخص کے ہاتھوں کوئی قتل ہو جائے تو اس کا قصاص اس غلام شخص سے ہی لیا جائے۔

سورۃ البقرہ کی آیت ۲۲۱ میں بھی "عَبۡدٌ" کا لفظ "غلام" کے معنی میں استعمال ہوا ہے۔ نیز ملاحظہ ہو سورۃ النور ۲۴ آیت ۳۲۔

وَلَا تَنكِحُوا الْمُشْرِكَاتِ حَتَّىٰ يُؤْمِنَّ ۚ وَلَأَمَةٌ مُّؤْمِنَةٌ خَيْرٌ مِّن مُّشْرِكَةٍ وَلَوْ أَعْجَبَتْكُمْ ۗ وَلَا تُنكِحُوا الْمُشْرِكِينَ حَتَّىٰ يُؤْمِنُوا ۚ وَلَعَبْدٌ مُّؤْمِنٌ خَيْرٌ مِّن مُّشْرِكٍ وَلَوْ أَعْجَبَكُمْ

اور تم مشرک عورتوں کے ساتھ نکاح مت کرو جب تک وہ مومن نہ ہو جائیں، اور بیشک مومن لونڈی (آزاد) مشرک عورت سے بہتر ہے خواہ وہ تمہیں بھلی ہی لگے، اور (مومن عورتوں کا) مشرک مردوں سے بھی نکاح نہ کرو جب تک وہ مومن نہ ہو جائیں، اور یقیناً مشرک مرد سے مؤمن غلام بہتر ہے خواہ وہ تمہیں بھلا ہی لگے

سورۃ البقرہ ۲ آیت ۲۲۱

وَأَنكِحُوا الْأَيَامَىٰ مِنكُمْ وَالصَّالِحِينَ مِنْ عِبَادِكُمْ وَإِمَائِكُمْ ۚ إِن يَكُونُوا فُقَرَاءَ يُغْنِهِمُ اللَّهُ مِن فَضْلِهِ ۗ وَاللَّهُ وَاسِعٌ عَلِيمٌ

اور تم اپنے مردوں اور عورتوں میں سے ان کا نکاح کر دیا کرو جو (عمرِ نکاح کے باوجود) بغیر ازدواجی زندگی کے (رہ رہے) ہوں اور اپنے باصلاحیت غلاموں اور باندیوں کا بھی (نکاح کر دیا کرو)، اگر وہ محتاج ہوں گے (تو) اللہ اپنے فضل سے انہیں غنی کر دے گا، اور اللہ بڑی وسعت والا بڑے علم والا ہے،

سورۃ النور ۲۴ آیت ۳۲

---

[2] عربی زبان میں 'غلام' کا معنی 'لڑکا' بھی ہے۔ اُردو میں یہ لفظ 'خادم، نوکر، زرخرید بندہ، مطیع اور فرمانبردار' کے معنی میں زیادہ مستعمل ہے۔

لفظِ "عَبۡدًا" بمعنی "بندۂ غلام" سورۃ النحل میں بھی آیا ہے۔

ضَرَبَ اللّٰهُ مَثَلًا عَبۡدًا مَّمۡلُوۡكًا لَّا يَقۡدِرُ عَلٰى شَیۡءٍ
"اللہ نے ایک مثال بیان فرمائی ہے (کہ) ایک بندۂ غلام ہے (جو کسی کی) ملکیت میں ہے (اور) جو کسی چیز پر قدرت نہیں رکھتا۔" (سورۃ النحل ۱۶ آیت ۷۵)

اپنے آقا کی خدمت گزاری پر مامور ایک بندۂ غلام نہایت عاجزی اور انکساری سے اپنے آقا کی اطاعت و تابع فرمانی کرتا ہے۔ اس کا مقصد اپنے آقا کے نام یا اس کے بتائے ہوئے کام کو بار بار زبان سے دُہرانا نہیں ہوا کرتا بلکہ احکام کو بجالانا ہوا کرتا ہے۔ لہٰذا اللہ کا "عبد" بننے یا اس کی "عبادت" کرنے کا ایک مفہوم یہ ہے کہ اس کی غلامی اور بندگی اختیار کی جائے اور زندگی کے تمام گوشوں میں اس کے احکام کی پابندی کی جائے۔ جیسے ایک بندۂ غلام اپنے آقا کے احکام کی بجا آوری کرتا ہے۔

"محکومیت و اطاعت"

سورۃ الشُعَرَآء میں مصر کے بادشاہ فرعون اور موسیٰؑ کے درمیان دیے گئے ایک مکالمہ میں موسیٰؑ فرعون سے کہتے ہیں:

أَنۡ عَبَّدتَّ بَنِيٓ إِسۡرَآءِيلَ
"کہ تم نے بنی اسرائیل کو اپنا محکوم بنا رکھا ہے۔" (سورۃ الشُعَرَآء ۲۶ آیت ۲۲)

اسی طرح سورۃ المومنون میں فرعون اور اس کی قوم کے سردار موسیٰؑ اور ھارونؑ سے کہتے ہیں:

أَنُؤۡمِنُ لِبَشَرَيۡنِ مِثۡلِنَا وَقَوۡمُهُمَا لَنَا عَابِدُونَ
"کیا ہم اپنے جیسے دو بشر آدمیوں (موسیٰؑ اور ھارونؑ) کی بات مان لیں جبکہ ان کی قوم تو ہماری محکوم ہے۔" (سورۃ المومنون ۲۳ آیت ۴۷)

فرعون بادشاہِ وقت تھا جس کے دور میں بنی اسرائیل اُس کے محکوم تھے اور غلامی کی زندگی گزار رہے تھے۔ مندرجہ بالا آیت میں عَابِدُونَ سے مراد غلام، محکوم، خادِم، اطاعت گزار اور تابع فرمان ہیں۔ جس سے عبادت کا مفہوم، غلامی، محکومیت، اطاعت شعاری، یا تابع فرمانی واضح ہو جاتا ہے۔ سورۃ الکھف میں 'عبادت' اور 'محکومیت' دونوں تصورات، شرک کے تناظر میں دیے گئے ہیں۔

قُلْ اِنَّمَآ اَنَا بَشَرٌ مِّثْلُكُمْ يُوْحٰٓى اِلَيَّ اَنَّمَآ اِلٰـهُكُمْ اِلٰهٌ وَّاحِدٌ ۚ فَمَنْ كَانَ يَرْجُوْا لِقَاۗءَ رَبِّهٖ فَلْيَعْمَلْ عَمَلًا صَالِحًا وَّلَا يُشْرِكْ بِعِبَادَةِ رَبِّهٖٓ اَحَدًا

کہو (کہ) میں صرف تمہاری طرح کا ایک بشر ہوں '(فرق صرف یہ ہے کہ) میری طرف (یہ) وحی (نازل) کی جاتی ہے کہ تمہارا معبود ایک ہی (حقیقی) معبود ہے پس جو شخص اپنے رب سے ملنے کی امید رکھتا ہو اسے چاہیے کہ نیک (اور مناسبِ حال) کام کرے اور اپنے رب کی عبادت میں کسی کو بھی شریک نہ کرے۔

(سورۃ الکھف ۱۸ آیت 110)

قُلِ اللّٰهُ اَعْلَمُ بِمَا لَبِثُوْا ۚ لَهٗ غَيْبُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ ۭ اَبْصِرْ بِهٖ وَاَسْمِعْ ۭ مَا لَهُمْ مِّنْ دُوْنِهٖ مِنْ وَّلِيٍّ ۡ وَّلَا يُشْرِكُ فِيْ حُكْمِهٖٓ اَحَدًا

کہو (کہ) جتنا (عرصہ غار میں) وہ ٹھہرے رہے اسے اللہ (ہی) بہتر جانتا ہے۔ آسمانوں اور زمین کا غیب اسی کے لئے ہے وہ خوب ہی دیکھنے والا اور خوب ہی سننے والا ہے۔ ان (لوگوں) کا اس کے سوا کوئی بھی مددگار نہیں ہے اور وہ اپنے حکم میں کسی کو (اپنا) شریک نہیں بناتا۔

(سورۃ الکھف ۱۸ آیت 26)

حکم کا اختیار یا حقِ حکومت صرف اللہ کو حاصل ہے۔ دین الاِسلام کا بنیادی مقصد یہ کہ انسان نہ صرف بے جان بُتوں کی پرستش کی جہالت سے باز آجائیں بلکہ ایک انسان دوسرے انسانوں کی غلامی سے بھی باہر نکل آئے چاہے یہ غلامی انفرادی طور پر ہو یا اللہ کی نازل کردہ کتاب سے ماورا انسانوں کے بنائے ہوئے قوانین کی انسانوں پر حکومت کی صورت میں ہو۔

إِنِ الْحُكْمُ إِلَّا لِلَّهِ ۚ أَمَرَ أَلَّا تَعْبُدُوا إِلَّا إِيَّاهُ ۚ ذَٰلِكَ الدِّينُ الْقَيِّمُ وَلَٰكِنَّ أَكْثَرَ النَّاسِ لَا يَعْلَمُونَ

حکم کا اختیار صرف اللہ کو ہے، اسی نے حکم فرمایا ہے کہ تم اس کے سوا کسی کی عبادت نہ کرو، یہی درست دین ہے لیکن اکثر لوگ نہیں جانتے،

سورۃ یوسف ۱۲ آیت ۴۰

"احکام کی تعمیل"

قرآن مجید میں اللہ کے کرم یافتہ بندوں (عِبَادٌ) کی ایک اہم صفت یہ بتائی گئی ہے کہ وہ اللہ کے امر کے مطابق عمل کرتے ہیں (بِأَمْرِهِ يَعْمَلُونَ)۔

وَقَالُوا اتَّخَذَ الرَّحْمَٰنُ وَلَدًا ۗ سُبْحَانَهُ ۚ بَلْ عِبَادٌ مُّكْرَمُونَ
لَا يَسْبِقُونَهُ بِالْقَوْلِ وَهُم بِأَمْرِهِ يَعْمَلُونَ

اور (یہ لوگ) کہتے ہیں کہ رحمٰن نے بیٹا بنالیا ہے (ان کی بات درست نہیں) وہ تو ہر کمزوری سے پاک ہے۔ حقیقت یہ ہے کہ (جن کو یہ بیٹا کہتے ہیں) وہ کرم یافتہ بندے ہیں جو قول میں اس سے آگے نہیں بڑھتے اور وہ اس کے امر کے مطابق عمل کرتے ہیں۔

سورۃ الانبیا ۲۱ آیت ۲۷۔۲۸

مندرجہ بالا آیت میں عِبَادٌ سے مراد حکم کے غلام بندے ہیں جو ہر حکم کی تعمیل کرتے ہیں، جس سے عبادت کا مفہوم "احکام کی تعمیل" واضح ہو جاتا ہے۔

کسی بشر کو یہ حق حاصل نہیں کہ وہ انسانوں سے کہے کہ 'تم میرے عِبَادٌ (یعنی میرے ذاتی حکم کے غلام بندے) بن جاؤ'۔

مَا كَانَ لِبَشَرٍ أَن يُؤْتِيَهُ اللَّهُ الْكِتَابَ وَالْحُكْمَ وَالنُّبُوَّةَ ثُمَّ يَقُولَ لِلنَّاسِ كُونُوا عِبَادًا لِّي مِن دُونِ اللَّهِ وَلَٰكِن كُونُوا رَبَّانِيِّينَ بِمَا كُنتُمْ تُعَلِّمُونَ الْكِتَابَ وَبِمَا كُنتُمْ تَدْرُسُونَ

کسی بشر کو یہ حق نہیں کہ اللہ اسے کتاب اور حکومت اور نبوت عطا فرمائے پھر وہ لوگوں سے یہ کہنے لگے کہ تم اللہ کو چھوڑ کر میرے 'عباد' (یعنی میرے ذاتی حکم کے غلام بندے) بن جاؤ بلکہ (وہ تو یہ کہے گا) تم اللہ والے بن جاؤ اس (اللہ کی) کتاب کے مطابق جسے تم سکھاتے اور سیکھتے ہو۔

سورۃ آلِ عمران ۳ آیت ۷۹

"پرستش"

قرآن مجید میں 'عبادت' کا لفظ بتوں کی 'پرستش' کے معنی میں بھی استعمال ہوا ہے۔

وَاتْلُ عَلَيْهِمْ نَبَاَ اِبْرٰهِيْمَ ۔ اِذْ قَالَ لِاَبِيْهِ وَقَوْمِهٖ مَا تَعْبُدُوْنَ ۔ قَالُوْا نَعْبُدُ اَصْنَامًا فَنَظَلُّ لَهَا عٰكِفِيْنَ

اور ان کو ابراہیم کا واقعہ پڑھ کر سناؤ۔ جب اس نے اپنے باپ اور اس کی قوم سے کہا تم کس چیز کی عبادت کرتے ہو؟ انہوں نے کہا ہم بتوں کی عبادت (یعنی پرستش) کرتے ہیں اور انہی کی سیوا میں لگے رہتے ہیں۔

سورۃ الشُّعَرَاء ۲۶ آیت ۶۹۔۷۱

بُتوں نے نہ ہی انسانوں کی طرف کوئی کتابِ ہدایت نازل کر رکھی ہوتی ہے نہ ہی کوئی احکام و قوانین وضع کر رکھے ہوتے ہیں۔ لہٰذا بُتوں کی عبادت کا مفہوم پُوجا پاٹ اور انہیں حاجت روا سمجھ کر اُن کو پکارنے اور ان کے لئے سیوا کی رسومات کرنے سے بڑھ کر کُچھ نہیں ہوتا۔ اِس کے برعکس اللہ تعالیٰ نے انسانوں کی ہدایت کے لئے ایک مکمل ضابطِہ قوانین و احکام دے رکھا ہے۔ چنانچہ اللہ کی عبادت کا مفہوم پُوجا پاٹ اور رسومات سے بڑھ کر اس کے قوانین و احکام کی کامل اطاعت اور تعمیل ہوتا ہے۔ جیسے ایک غلام اپنے آقا کی مکمل تابع فرمانی کرنے کے لئے مامور ہوتا ہے۔

اللہ کے احکام کی اطاعت و تعمیل کے دائرہ میں فقط نماز، روزہ، حج، زکاۃ وغیرہ شامل نہیں بلکہ اُس نے ہر گوشۂ حیات کے سلسلہ میں تمام معاملاتِ زندگی کے لئے جو جو احکامات دیے ہیں ان کی کامل اطاعت و تعمیل بھی عبادت کے مفہوم میں شامل ہے۔ مثلاً

اگر اللہ نے کہا ہے: وَأَقِيمُوا الصَّلَاةَ وَآتُوا الزَّكَاةَ (اور صلاۃ قائم کرو اور زکاۃ ادا کرو)(۲:۴۳): تو اِس حکم پر عمل کرنا بھی اللہ کی عبادت (یعنی بندگی، اطاعت اور فرمانبرداری) ہے۔

اگر اللہ نے کہا ہے: أَحْسِنُوا ۛ (اچھے کام کیا کرو)(۲:۱۹۵): تو اِس حکم پر عمل کرنا بھی اللہ کی عبادت (یعنی بندگی، اطاعت اور فرمانبرداری) ہے۔

اگر اللہ نے کہا ہے: وَقُولُوا قَوْلًا سَدِيدًا ۙ (صاف، سیدھی کھری بات کیا کرو)(۳۳:۷۰): تو اِس حکم پر عمل کرنا بھی اللہ کی عبادت (یعنی بندگی، اطاعت اور فرمانبرداری) ہے۔

اگر اللہ نے کہا ہے: وَاجْتَنِبُوا قَوْلَ الزُّورِ ۙ (جھوٹی اور بناوٹی باتوں سے اجتناب کیا کرو)(۲۲:۳۰): تو اِس حکم پر عمل کرنا بھی اللہ کی عبادت (یعنی بندگی، اطاعت اور فرمانبرداری) ہے۔

اگر اللہ نے کہا ہے: وَأَوْفُوا الْكَيْلَ وَالْمِيزَانَ بِالْقِسْطِ ۖ (ناپ تول کو انصاف کے ساتھ پُورا کیا کرو)(۶:۱۵۲): تو اِس حکم پر عمل کرنا بھی اللہ کی عبادت (یعنی بندگی، اطاعت اور فرمانبرداری) ہے۔

اگر اللہ نے کہا ہے: وَلَا تَأْكُلُوا أَمْوَالَكُم بَيْنَكُم بِالْبَاطِلِ ۚ (ایک دوسرے کا مال آپس میں ناحق نہ کھایا کرو)(۲:۱۸۸): تو اِس حکم پر عمل کرنا بھی اللہ کی عبادت (یعنی بندگی، اطاعت اور فرمانبرداری) ہے۔

اگر اللہ نے کہا ہے: وَلَا يَغْتَب بَّعْضُكُم بَعْضًا ۚ (ایک دوسرے کی غیبت نہ کیا کرو)(۴۹:۱۲): تو اِس حکم پر عمل کرنا بھی اللہ کی عبادت (یعنی بندگی، اطاعت اور فرمانبرداری) ہے۔

اگر اللہ نے کہا ہے : وَبِالْوَالِدَيْنِ إِحْسَانًا وَبِذِي الْقُرْبَىٰ وَالْيَتَامَىٰ وَالْمَسَاكِينِ وَالْجَارِ ذِي الْقُرْبَىٰ وَالْجَارِ الْجُنُبِ وَالصَّاحِبِ بِالْجَنبِ وَابْنِ السَّبِيلِ وَمَا مَلَكَتْ أَيْمَانُكُمْ ۗ (اور والدین کے ساتھ احسان کیا کرو اور رشتہ داروں کے ساتھ اور یتیموں کے ساتھ اور مساکین کے ساتھ اور قریبی ہمسایوں کے ساتھ اور (دُور کے) اجنبی ہمسایوں کے ساتھ اور پاس بیٹھنے والوں کے ساتھ اور مسافروں کے ساتھ اور اپنے ماتحت ملازمین کے ساتھ۔)(۴:۳۶): تو اِس حکم پر عمل کرنا بھی اللہ کی عبادت (یعنی بندگی، اطاعت اور فرمانبرداری) ہے۔

اگر اللہ نے کہا ہے: وَإِذَا حَكَمْتُم بَيْنَ النَّاسِ أَن تَحْكُمُوا بِالْعَدْلِ ۚ (اور جب تم لوگوں کے درمیان فیصلہ کرو تو عدل کے ساتھ فیصلہ کیا کرو۔)(۴:۵۸): تو اِس حکم پر عمل کرنا بھی اللہ کی عبادت (یعنی بندگی، اطاعت اور فرمانبرداری) ہے۔

اگر اللہ نے کہا ہے: لَا تَأْكُلُوا الرِّبَا ۚ (سُود مت کھایا کرو)(۳:۱۳۰): تو اِس حکم پر عمل کرنا بھی اللہ کی عبادت (یعنی بندگی، اطاعت اور فرمانبرداری) ہے۔

اگر اللہ نے کہا ہے: وَلَا تَقْرَبُوا الزِّنَا ۖ إِنَّهُ كَانَ فَاحِشَةً وَسَاءَ سَبِيلًا ۚ (اور کبھی زنا کے قریب بھی مت جانا– بے شک یہ بڑی بے حیائی اور نہایت ہی بُری روش ہے۔)(۱۷:۳۲): تو اِس حکم پر عمل کرنا بھی اللہ کی عبادت (یعنی بندگی، اطاعت اور فرمانبرداری) ہے۔

اگر اللہ نے کہا ہے: اتَّبِعُوا مَا أُنزِلَ إِلَيْكُم مِّن رَّبِّكُمْ وَلَا تَتَّبِعُوا مِن دُونِهِ أَوْلِيَاءَ ۗ (اے لوگو!) تم اس (قرآن) کی پیروی کرو جو تمہارے رب کی طرف سے تمہاری طرف اتارا گیا ہے اور اس کے علاوہ اولیاء کے پیچھے مت چلو۔)(۷:۳): تو اِس حکم پر عمل کرنا بھی اللہ کی عبادت (یعنی بندگی، اطاعت اور فرمانبرداری) ہے۔

الغرض یہ کہ اللہ تعالیٰ نے ہر گوشۂ حیات کے سلسلے میں تمام معاملاتِ زندگی کے لئے جو جو احکامات دیے ہیں ان کی کامل اطاعت و تعمیل بھی عبادت کے مفہوم میں شامل ہے۔

کچھ لوگ 'عبادات' اور 'معاملات' کو الگ تھلگ خانوں میں رکھ کر دیکھتے ہیں جبکہ حقیقت یہ ہے معاملات کو اللہ کے احکام و قوانین کے مطابق چلانا بھی اللہ کی عبادت (یعنی بندگی، اطاعت اور فرمانبرداری) میں شامل ہے۔

اللہ کی عبادت کا مقصد

اللہ کے احکام کی تعمیل سے اللہ کا کوئی رُکا ہوا کام مکمل نہیں ہوتا بلکہ اس کے احکام وہدایات پر عمل کرنے سے انسان سفر زندگی کی خاردار گھاٹیوں سے بحفاظت منزلِ حیات پر پہنچ جاتا ہے، جسے تقوی کہتے ہیں۔ چنانچہ سورۃ البقرہ میں اللہ کی عبادت کا ایک مقصد تقوی دیا گیا ہے۔

يَا أَيُّهَا النَّاسُ اعْبُدُوا رَبَّكُمُ الَّذِي خَلَقَكُمْ وَالَّذِينَ مِن قَبْلِكُمْ لَعَلَّكُمْ تَتَّقُونَ

اے لوگو! اپنے رب کی عبادت کرو جس نے تمہیں پیدا کیا اور ان لوگوں کو (بھی) جو تم سے پیشتر تھے تا کہ تمہیں تقوی مِل جائے (یعنی تم سفر زندگی کی خار دار گھاٹیوں سے بحفاظت، منزلِ حیات پر پہنچ جاؤ)۔

سورۃ البقرہ ۲ آیت ۲۱

اِس کے علاوہ اللہ کی عبادت یعنی اس کے احکام و قوانین کی مکمل اطاعت کا مقصد یہ ہوتا ہے کہ انسان فلاح پا جائے۔ چنانچہ سورۃ الحج میں ہے کہ۔

يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا ارْكَعُوا وَاسْجُدُوا وَاعْبُدُوا رَبَّكُمْ وَافْعَلُوا الْخَيْرَ لَعَلَّكُمْ تُفْلِحُونَ

اے ایمان والو! تم رکوع کرتے رہو اور سجود کرتے رہو، اور اپنے رب کی عبادت کرتے رہو اور نیک کام کئے جاؤ تا کہ تم فلاح پا سکو،

سورۃ الحج ۲۲ آیت ۷۷

مندرجہ بالا آیت میں "عبادت" کا ذکر، "رکوع و سجود" سے منفرد اور الگ کیا گیا ہے۔

زمانہِ نزولِ قرآن میں عرب "عَبَّدَ۔ تَعْبِيدٌ" کے الفاظ اُونٹ یا گھوڑے کو سُدھا کر جوتنے کے قابل بنانے کے لئے بھی استعمال کرتے تھے، تَعْبِيدٌ کا مقصد یہ تھا کہ اُونٹ یا گھوڑے کی قوتوں اور صلاحیتوں کو بروئے کار لا کر منفعت بخش کاموں کے لئے استعمال کیا جا سکے۔ لہٰذا اللہ کی عبادت کا ایک نتیجہ یہ بھی ہے کہ اللہ کے احکام کی تعمیل کے ذریعے، انسان کی قوتیں اور صلاحیتیں، سرکش و بے باک ہونے کی بجائے، بروئے کار آئیں اور ایک سُدھائے ہوئے اُونٹ یا گھوڑے کی مانند، منفعت بخش نتائج اور فلاح کا باعث بنیں۔

اللہ اپنی عبادت کا بِلا شرکتِ غیرے حکم دیتا ہے۔

وَاعْبُدُوا اللَّهَ وَلَا تُشْرِكُوا بِهِ شَيْئًا

اور تم اللہ کی عبادت کرو اور اس کے ساتھ کسی کو شریک نہ ٹھہراؤ۔ سورۃ النساء ۴ آیت ۳۶

إِنَّآ أَنزَلْنَآ إِلَيْكَ الْكِتَابَ بِالْحَقِّ فَاعْبُدِ اللَّهَ مُخْلِصًا لَّهُ الدِّينَ

بے شک ہم نے آپ کی طرف (یہ) کتاب حق کے ساتھ نازل کی ہے پس آپ اللہ کی عبادت اس کے لئے طاعت و بندگی کو خالص رکھتے ہوئے کیا کریں،

سورۃ الزمر ۳۹ آیت ۲

مندرجہ بالا آیت میں اپنی نازل کردہ کتاب کا ذکر کرنے کے فوراً بعد اللہ نے فرمایا ہے کہ پس آپ اللہ کی عبادت اس کے لئے اطاعت اور بندگی کو خالص رکھتے ہوئے کیا کریں۔ چونکہ اللہ کی اطاعت و بندگی اُس کی کتاب میں دیئے گئے احکامات و قوانین کے ذریعے سے ہی ہو سکتی ہے اِس لئے عبادت کو کتابُ اللہ کے ساتھ منسلک کیا گیا ہے۔

اللہ کی عبادت، تمام غیر خدائی قوتوں (طاغوت) اور شیطان کی پیروی و پرستش سے مکمل اجتناب کے ساتھ۔

وَلَقَدْ بَعَثْنَا فِي كُلِّ أُمَّةٍ رَّسُولًا أَنِ اعْبُدُوا اللَّهَ وَاجْتَنِبُوا الطَّاغُوتَ

اور بیشک ہم نے ہر امت میں ایک رسول بھیجا کہ (لوگو) تم اللہ کی عبادت کرو اور طاغوت (یعنی تمام غیر خدائی قوتوں کی اطاعت و پرستش) سے مکمل اجتناب کرو

سورۃ النحل ۱۶ آیت ۳۶

طاغوت کے مفہوم میں وہ تمام صاحبِ اختیار و اقتدار، رہنما اور پیشوا شامل ہیں جن کی تعلیمات اور احکامات اللہ کے احکام کے منافی ہوں۔

اتَّخَذُوا أَحْبَارَهُمْ وَرُهْبَانَهُمْ أَرْبَابًا مِّن دُونِ اللَّهِ وَالْمَسِيحَ ابْنَ مَرْيَمَ وَمَا أُمِرُوا إِلَّا لِيَعْبُدُوا إِلَٰهًا وَاحِدًا ۖ لَّا إِلَٰهَ إِلَّا هُوَ ۚ سُبْحَانَهُ عَمَّا يُشْرِكُونَ

انہوں نے اللہ کے سوا اپنے علما اور مشائخ کو رب بنالیا تھا اور مریم کے بیٹے مسیح (علیہ السلام) کو (بھی) حالانکہ انہیں بجز اس کے (کوئی) حکم نہیں دیا گیا تھا کہ وہ اکیلے ایک (ہی) معبود کی عبادت کریں، جس کے سوا کوئی معبود نہیں، وہ ان سے پاک ہے جنہیں یہ شریک ٹھہراتے ہیں،

سورۃ التوبہ ۹ آیت ۳۱

أَلَمْ أَعْهَدْ إِلَيْكُمْ يَا بَنِي آدَمَ أَن لَّا تَعْبُدُوا الشَّيْطَانَ ۖ إِنَّهُ لَكُمْ عَدُوٌّ مُّبِينٌ ﴿٦٠﴾ وَأَنِ اعْبُدُونِي ۚ هَٰذَا صِرَاطٌ مُّسْتَقِيمٌ

اے بنی آدم! کیا میں نے تم سے اس بات کا عہد نہیں لیا تھا کہ تم شیطان کی عبادت (یعنی پرستش، اطاعت یا پیروی) نہ کرنا، بے شک وہ تمہارا کھلا دشمن ہے، اور یہ کہ میری عبادت کرتے رہنا، یہی سیدھا راستہ ہے،

سورۃ یٰس ۳۶ آیت ۶۰-۶۱

اللہ تعالیٰ نے انسانوں کو اپنے سوا کسی کی عبادت (بندگی، غلامی یا پرستش) کے لئے پیدا ہی نہیں کیا۔ اُس کا فرمان ہے کہ

وَمَا خَلَقْتُ الْجِنَّ وَالْإِنسَ إِلَّا لِيَعْبُدُونِ

اور میں نے جن و انس کو پیدا ہی فقط اپنی عبادت کے لئے کیا ہے۔

سورۃ الذاریات ۵۱ آیت ۵۶

"عبادت" ہر معانی میں صرف اور صرف اللہ ہی کے لئے ہے، چاہے اِس سے مراد پرستش، تسبیح وتحمید، دعاو مناجات، رکوع و سجود، نذر و نیاز لئے جائیں اور چاہے اِس سے مُراد بند گی، غلامی، اطاعت، فرمانبر داری اور محکومیت لئے جائیں۔ تاہم یہ جاننا ضروری ہے کہ اللہ کو ہماری پرستش، تسبیح و تحمید، دعاو مناجات، رکوع و سجود، نذر و نیاز کی ضرورت نہیں بلکہ ہمیں اُس کی نازل کردہ کتاب کی روشنی میں اُس کی بند گی، غلامی، اطاعت، فرمانبر داری اور محکومیت کی ضرورت ہیں تا کہ ہم سفر زندگی کی خار دار راہوں سے بحفاظت منزلِ حیات پر پہنچ جائیں اور فلاح پا جائیں۔

إِن تَكْفُرُوا أَنتُمْ وَمَن فِي الْأَرْضِ جَمِيعًا فَإِنَّ اللَّهَ لَغَنِيٌّ حَمِيدٌ

اگر تم اور وہ لوگ جو زمین میں ہیں سب کے سب بھی کفر کرنے لگ جائیں تو بیشک اللہ (ان سب سے) یقیناً بے نیاز لائقِ حمد و ثنا ہے،

سورۃ اِبراھیم ۱۴ آیت ۸

اَلتَّقْوٰى

لفظِ 'تقوی' کامادہ و۔ق۔ی ہے۔اِس مادہ سے فَعَلَ کے وزن پر فعل ماضی وَقٰی، (اور متعلقہ فعل مضارع يَقِيْ، اِسم وِقَايَه، اور وَقْياً) ہے جس کے درج ذیل معانی ہیں:

۱۔اُس نے (اِسے) بچایا، محفوظ رکھا، مدافعت کی (کسی مُضر، نُقصان دہ یا تکلیف دہ چیز سے؛ بُرائی، اذیت، سزا یا عذاب سے؛ خراب ہونے سے، وغیرہ)؛ اُس نے (اِسکی) نگہبانی یا نگہداشت کی۔(وَقَاهُمُ اللّٰهُ۔ اللہ نے اُنہیں بچایا)۔

He guarded, safeguarded, shielded, sheltered, saved, preserved, protected, or defended (it); He took good care (of it)

۲۔اُس نے (معاملہ) درست کیا۔(جیسے وَقَى الْاَمْرَ)

He set (the matter) right

واقٍّ کے معانی ہیں 'بچانے والا، محافظ' (defender, protector)۔(الرعد ۱۳:۳۴)

مادہ و۔ق۔ی سے باب اِفْتِعَال کے وزن پر فعل ماضی اِتَّقٰى (اور متعلقہ فعل مضارع يَتَّقِيْ، اور اسم اِتِّقَاء ہے۔ جس کے معنی درج ذیل ہیں:

۱۔اُس نے (اپنے آپ کو) بچانے کا اہتمام کیا۔ اُس نے (اپنی) حفاظت کا اہتمام کیا۔ اُس نے اپنی مدافعت کی۔ اُس نے اپنی نگہبانی و نگہداشت کی۔ اُس نے (کسی کو) اپنا نگہبان بنالیا۔ اُس نے احتیاط کی۔ اُس نے محتاط رویہ اپنایا۔ وہ محتاط رہا۔ اُس نے پرہیز کیا۔ اُس نے اپنی حفاظت کے لئے قوانین کی پاسداری کی۔

He guarded, shielded or protected (himself) exceedingly from (evil, danger, fire, etc.); He took (someone) as a savior or protector or guardian; He was wary, cautious, or on guard.

۲۔اُس نے دُرست رویہ اپنایا۔ اُس نے دُرست یا ٹھیک کام یا معاملہ کیا۔ وہ راست باز بنا رہا۔ اُس نے تقوی اختیار کیا۔

He did the right thing; He was righteous; He acted with integrity; He acted in an upright manner;

لفظ تقوی کی بنیادی طور پر دو پہلو ہیں:

ا۔ پرہیز گاری، بُرائیوں سے بچنا۔ ممنوعات سے اجتناب کرنا۔ بُرے کاموں سے بچنا۔ حدودو قوانین کی پاسداری۔ محتاط رویہ اپنانا۔ حفاظت یا بچاؤ۔ غلط روشِ زندگی کے تباہ کُن نتائج سے بچنا۔ خاردار راستوں سے محتاط ہو کر گزر جانا۔

Guarding against evil, bad or forbidden deeds; Being careful and cautious; Acting like the one who walks through the thorny bushes very carefully; Preservation; Guarding against bad consequences of evil deeds.

۲۔ صحیح کام کرنا، دُرست رویہ اپنانا، راست بازی، نیکوکاری

Doing the right things; Uprightness; Righteousness; Integrity;

و۔ ق۔ ی مادہ سے بننے والے چند عربی الفاظ کی مثالیں درج ذیل ہیں:

ا۔ وقایہ (کسی چیز کو خراب ہونے سے بچانے والی چیز)

۲۔ الوقایۃُ المدنیہ (شہری دفاع)

۳۔ الواقی من النار (آگ سے بچانے والا)

۴۔ الواقی من المأ (پانی سے بچانے والا)

۵۔ الطب الوقائی (بیماری لگنے سے بچانے والی دوائی)

۵۔ اِتّقیٰ من المطر (اُس نے خود کو بارش سے بچایا)

قرآن میں (وَقَیٰ) اور اُس سے متعلقہ الفاظ کی چند مثالیں

رَبَّنَا آتِنَا فِي الدُّنْيَا حَسَنَةً وَفِي الْآخِرَةِ حَسَنَةً وَقِنَا عَذَابَ النَّارِ
اے ہمارے رب! ہمیں دنیا میں بھی بھلائی دے اور آخرت میں بھی بھلائی، اور ہمیں آگ کے عذاب سے بچا۔ (البقرہ ۲:۲۰۱)

فَوَقَاهُ اللَّهُ سَيِّئَاتِ مَا مَكَرُوا ۖ
پھر بچالیا اُسے اللہ نے اُن لوگوں کی برائیوں سے جن کی وہ تدبیر کر رہے تھے۔ (غافر ۴۰:۴۵)

فَوَقَاهُمُ اللَّهُ شَرَّ ذَٰلِكَ الْيَوْمِ
پس بچالیا اُنہیں اللہ نے اس دن کے شر سے۔ (الاِنسان ۷۶:۱۱)

يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا قُوا أَنفُسَكُمْ وَأَهْلِيكُمْ نَارًا
اے لوگو جو ایمان لائے ہو، بچاؤ اپنے آپ کو اور اپنے اہل و عیال کو آگ سے۔ التحریم ۶۶:۶)

وَجَعَلَ لَكُمْ سَرَابِيلَ تَقِيكُمُ الْحَرَّ وَسَرَابِيلَ تَقِيكُم بَأْسَكُمْ
اور اس نے تمہارے لئے (کچھ) ایسے لباس بنائے جو تمہیں گرمی سے بچاتے ہیں اور (کچھ) ایسے لباس جو تمہیں شدید جنگ میں (دشمن کے وار سے) بچاتے ہیں۔ (النحل ۱۶:۸۱)

تقویٰ بمعنی 'اپنے لیے حفاظت یا بچنے کا اہتمام کرنا'

وَاتَّقُوا النَّارَ الَّتِي أُعِدَّتْ لِلْكَافِرِينَ
اور اس آگ سے بچنے کا اہتمام کرو جو کافروں کے لئے تیار کی گئی ہے۔(آلِ عمران ۳:۱۳۱)

وَاتَّقُوا فِتْنَةً لَّا تُصِيبَنَّ الَّذِينَ ظَلَمُوا مِنكُمْ خَاصَّةً
اور اس فتنہ سے بچنے کا اہتمام کرو جو خاص طور پر صرف ان لوگوں ہی کو نہیں پہنچے گا جو تم میں سے ظالم ہیں۔(انفال ۸:۲۵)

ذَٰلِكَ الْكِتَابُ لَا رَيْبَ ۛ فِيهِ ۛ هُدًى لِّلْمُتَّقِينَ
وہ کتاب جس میں کوئی شک وشبہ نہیں، اُن لوگوں کے لئے ہدایت ہے جو محتاط رویہ اپناتے ہوئے سفر زندگی کی خار دار گھاٹیوں سے بحفاظت منزلِ حیات پر پہنچنا چاہتے ہیں۔(البقرہ ۲:۲)

يَا أَيُّهَا النَّاسُ اعْبُدُوا رَبَّكُمُ الَّذِي خَلَقَكُمْ وَالَّذِينَ مِن قَبْلِكُمْ لَعَلَّكُمْ تَتَّقُونَ
اے لوگو! اپنے رب کی عبادت (بندگی وتابع فرمانی) کرو جس نے تمہیں پیدا کیا اور ان لوگوں کو (بھی) جو تم سے پیشتر تھے تاکہ تم سفر زندگی کی خار دار گھاٹیوں سے بحفاظت، منزلِ حیات پر پہنچ جاؤ۔(البقرہ ۲:۲۱)

تقوی کا لفظ، لڑائی یا جنگ کے موقع پر اپنا بچاؤ یا دفاع کرنے کے لئے بھی استعمال ہوتا ہے، اس کے مادہ و۔ق۔ی میں دفاع کا مفہوم بھی ہوتا ہے جیسے الوقايةُ المدنيه (شہری دفاع)۔ اسی طرح صبر کا ایک معنیٰ ڈٹے رہنا بھی ہوتا ہے۔ چنانچہ جنگِ بدر کے موقع پر آنے والی ذیل میں دی گئی آیت میں اللہ نے فرمایا:

بَلَىٰ ۚ إِن تَصْبِرُوا وَتَتَّقُوا وَيَأْتُوكُم مِّن فَوْرِهِمْ هَٰذَا يُمْدِدْكُمْ رَبُّكُم بِخَمْسَةِ آلَافٍ مِّنَ الْمَلَائِكَةِ مُسَوِّمِينَ

بے شک، اگر تم ڈٹے رہو اور **اپنا بھرپور دفاع کرو** تو جس آن دشمن تمہارے اوپر چڑھ کر آئیں گے اُسی آن تمہارا رب پانچ ہزار صاحبِ نشان ملائکہ سے تمہاری مدد کرے گا۔ (آلِ عمران ۳:۱۲۵)

اللہ نے معاشرے میں ناحق قتل و خُون کے سلسلہ میں قصاص کا قانون دیا ہے۔ تاکہ اس پر عمل کے نتیجہ میں آئندہ کے لئے معاشرے کے لوگوں کی زندگیوں کو تحفظ مل سکے۔

وَلَكُمْ فِي الْقِصَاصِ حَيَاةٌ يَا أُولِي الْأَلْبَابِ **لَعَلَّكُمْ تَتَّقُونَ**

اور تمہارے لئے قِصاص میں زندگی ہے اے صاحبانِ عقل و بصیرت! **تاکہ تم محفوظ ہو جاؤ**۔ (البقرہ ۲:۱۷۹)

تقویٰ بمعنی 'راست بازی و نیک وکاری'

(righteousness; doing the right things)

وَالَّذِي جَاءَ بِالصِّدْقِ وَصَدَّقَ بِهِ ۙ أُولَٰئِكَ هُمُ الْمُتَّقُونَ

اور جو شخص سچ لے کر آیا اور جس نے اس کی تصدیق کی وہی لوگ ہی تو متقی ہیں۔(الزمر ۳۹:۳۳)

لَّيْسَ الْبِرَّ أَن تُوَلُّوا وُجُوهَكُمْ قِبَلَ الْمَشْرِقِ وَالْمَغْرِبِ وَلَٰكِنَّ الْبِرَّ مَنْ آمَنَ بِاللَّهِ وَالْيَوْمِ الْآخِرِ وَالْمَلَائِكَةِ وَالْكِتَابِ وَالنَّبِيِّينَ وَآتَى الْمَالَ عَلَىٰ حُبِّهِ ذَوِي الْقُرْبَىٰ وَالْيَتَامَىٰ وَالْمَسَاكِينَ وَابْنَ السَّبِيلِ وَالسَّائِلِينَ وَفِي الرِّقَابِ وَأَقَامَ الصَّلَاةَ وَآتَى الزَّكَاةَ وَالْمُوفُونَ بِعَهْدِهِمْ إِذَا عَاهَدُوا ۖ وَالصَّابِرِينَ فِي الْبَأْسَاءِ وَالضَّرَّاءِ وَحِينَ الْبَأْسِ ۗ أُولَٰئِكَ الَّذِينَ صَدَقُوا ۖ وَأُولَٰئِكَ هُمُ الْمُتَّقُونَ

نیکی یہ نہیں ہے کہ تم نے اپنے چہرے مشرق کی طرف کر لیے یا مغرب کی طرف، بلکہ نیکی یہ ہے کہ آدمی اللہ پر اور یوم آخر اور ملائکہ پر اور اللہ کی نازل کی ہوئی کتاب اور اس کے نبیوں پر ایمان لائے اور اللہ کی محبت میں اپنا دل پسند مال رشتے داروں اور یتیموں پر، مسکینوں اور مسافروں پر، مدد کے لیے ہاتھ پھیلانے والوں پر اور غلاموں کی رہائی پر خرچ کرے، صلاۃ قائم کرے اور زکوٰۃ دے اور نیک وہ لوگ ہیں کہ جب عہد کریں تو اُسے وفا کریں، اور تنگی و مصیبت کے وقت میں اور حق و باطل کی جنگ میں صبر کریں یہ ہیں جو (اپنے نیکی کے دعویٰ میں) سچے ہیں اور یہی لوگ متقی ہیں۔(البقرہ ۲:۱۷۷)

تقویٰ بمقابلہ عُدوان

قران مجید میں ایک جگہ 'تقوی' کا لفظ 'عُدْوَان' کے مقابلہ میں آیا ہے۔ 'عُدْوَان' کا لفظ 'حدود یا احکام و قوانین سے تجاوز کرنے' کے معانی میں استعمال ہوتا ہے، چنانچہ تقوی کا ایک معنیٰ 'حدود یا احکام و قوانین کی پاسداری کرنا' یا 'ان کی خلاف ورزی سے بچنے کا اہتمام کرنا' بھی ہے۔

وَتَعَاوَنُوا عَلَى الْبِرِّ وَالتَّقْوَىٰ ۖ وَلَا تَعَاوَنُوا عَلَى الْإِثْمِ وَالْعُدْوَانِ وَا تَّقُوا اللَّهَ

اور آپس میں بِرّ اور تقوی کے کاموں میں تعاون کرو۔ اور اِثم اور عُدوان میں ایک دوسرے سے تعاون نہ کرو۔ اور اللہ کے احکام و قوانین کی پاسداری کرو (یعنی اللہ کی نافرمانی سے بچو، اسکے احکام و قوانین کی خلاف ورزی سے بچنے کا اہتمام کرو۔ اس کے احکام و قوانین کی خلاف ورزی سے ہونے والے نقصانات سے بچنے کا اہتمام کرو)۔ (المائدہ۵:۲)

'وَا تَّقُوا اللَّهَ' ایک بڑی جامع اصطلاح ہے اس کے معانی میں 'اللہ کے احکام و قوانین کی پاسداری کرنا، اس کی نافرمانی سے بچنا، اسکے احکام و قوانین کی خلاف ورزی سے بچنے کا اہتمام کرنا اور اس کے احکام و قوانین کی خلاف ورزی سے دنیا و آخرت میں ہونے والے نقصانات سے بچنے کا اہتمام کرنا' سبھی شامل ہے۔

وَلَهُ مَا فِي السَّمَاوَاتِ وَالْأَرْضِ وَلَهُ الدِّينُ وَاصِبًا ۚ أَفَغَيْرَ اللَّهِ تَتَّقُونَ

اور جو کچھ آسمانوں اور زمین میں ہے (سب) اسی کا ہے اور (سب کے لئے) اسی کی فرمانبرداری واجب ہے۔ تو کیا تم اللہ کے سِوا کسی اور کے احکام و قوانین کی پاسداری کروگے۔ (النحل۱۶:۵۲)

يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا كُتِبَ عَلَيْكُمُ الصِّيَامُ كَمَا كُتِبَ عَلَى الَّذِينَ مِن قَبْلِكُمْ لَعَلَّكُمْ تَتَّقُونَ

اے لوگو جو ایمان لائے ہو، تم پر روزے فرض کر دیے گئے، جس طرح تم سے پہلے لوگوں پر فرض کیے گئے تھے تاکہ تم میں تقویٰ کی صفت پیدا ہو جائے، (البقرہ۲:۱۸۳)

یعنی رمضان کے مہینے کے دنوں میں اللہ کی طرف سے روزہ میں عائد کردہ پابندیوں کی مہینہ بھر مشق سے، اور رمضان کی راتوں میں قرآن میں دیئے گئے اللہ کے احکام و قوانین کی تلاوت و تدبر سے تم میں اللہ کے احکام و قوانین کی پاسداری کی صفت پیدا ہو جائے۔

تقویٰ بمقابلہ فُجور

قران مجید میں 'تقوی' کا لفظ 'فُجُور' کے مقابلہ میں بھی آیا ہے۔ 'فُجُور' کا لفظ 'نفس، خودی یا کردار کی خرابی و پراگندگی یا بگاڑ یا بد کِرداری یا بد فعلی' (disintegration, decay, corruption, immorality) کے معانی میں بھی استعمال ہوتا ہے، چنانچہ تقوی کا ایک معنی 'نفس یا خودی کی حفاظت، سالمیت، نگہداشت یا راست بازی یا پارسائی (preservation, integrity, uprightness, incorruptibility) بھی ہے۔ اللہ نے انسانی نفس میں تقویٰ اور فجور، دونوں ممکنات رکھ دیئے ہیں۔ مگر ہدایت کی ہے کہ انسان تقویٰ اور تزکیہ کی راہ اپنائے۔

فَأَلْهَمَهَا فُجُورَهَا وَتَقْوَاهَا ۔ قَدْ أَفْلَحَ مَن زَكَّاهَا

پھر اُس نے اس (نفس) میں اس کا فُجور اور تقوی الہام کر دیا۔ یقیناً وہ فلاح پا گیا جس نے اس (نفس) کا تزکیہ کیا۔
(الشمس ۹۲:۸۔۹)

أَمْ نَجْعَلُ الْمُتَّقِينَ كَالْفُجَّارِ

کیا متقیوں کو ہم فاجروں جیسا کر دیں؟ (ص ۳۸:۲۸)

مُتّقین بمقابلہ غاوین

قران مجید میں 'مُتّقین' کا لفظ 'غاوین' کے مقابلہ میں بھی آیا ہے۔ 'غاوین' وہ لوگ ہوتے ہیں 'جو صحیح روشِ زندگی سے ہٹ کر اپنی زندگی کو تباہ وبرباد کرلیں' - چنانچہ 'مُتّقین' وہ لوگ ہیں 'جو اللہ کے بتائے ہوئے صحیح رستے پر چلتے ہوئے اپنے نفس یا خودی کی حفاظت و نگہداشت کریں اور اپنی دنیاو آخرت سنوار لیں'۔

وَأُزْلِفَتِ الْجَنَّةُ لِلْمُتَّقِينَ ، وَبُرِّزَتِ الْجَحِيمُ لِلْغَاوِينَ
اور جنت مُتقین کے قریب لائی جائے گی، اور دوزخ غاوین کے سامنے کھول دی جائے گی۔(الشعراء۲۶:۹۰۔۹۱)

اُوپر دی گئی مثالوں سے واضح ہے کہ تقوی ایک جامع اصطلاح ہے جس کے مختلف معانی ہیں۔ سیاق وسباق کی روشنی میں قرآن کی مختلف آیات میں تقوی کے موزوں ترین مفہوم کا تعین کیا جاسکتا ہے۔

يَا أَيُّهَا النَّاسُ إِنَّا خَلَقْنَاكُم مِّن ذَكَرٍ وَأُنثَىٰ وَجَعَلْنَاكُمْ شُعُوبًا وَقَبَائِلَ لِتَعَارَفُوا ۚ إِنَّ أَكْرَمَكُمْ عِندَ اللَّهِ أَتْقَاكُمْ ۚ
لوگو، ہم نے تم کو ایک مرد اور ایک عورت سے پیدا کیا اور پھر تمہاری قومیں اور قبائل بنا دیئے تا کہ تم ایک دوسرے کو پہچانو در حقیقت اللہ کے نزدیک تم میں سب سے زیادہ تکریم والا وہ ہے جو تم میں سے سب سے زیادہ تقوی شعار ہے(الحُجرات۴۹:۱۳)

قرآنِ مجید کی تعلیمات کی روشنی میں جہاں 'تقوی' کا ایک اہم پہلو اللہ کے احکام و قوانین کی خلاف ورزی اور اس کے تباہ کن نتائج سے بچنے کا اہتمام کرنا ہے، وہاں دُوسرا اہم پہلو اللہ کے بتائے ہوئے سیدھے رستے پر چلتے ہوئے ہمیشہ صحیح کام کرنا، درست رویہ اپنانا

اور اعمالِ صالحہ سر انجام دیتے رہنا ہے۔یعنی اللہ کے احکام و قوانین کی پاسداری کرتے ہوئے غلط طرزِ عمل سے بچنا اور صحیح طرزِ عمل اختیار کرنا۔

تقوی یعنی اللہ کے احکام و قوانین کی پاسداری کرتے ہوئے غلط طرزِ عمل سے بچنے اور صحیح طرزِ عمل اختیار کرنے میں ہی انسان کی فلاح ہے۔

قُل لَّا يَسْتَوِي الْخَبِيثُ وَالطَّيِّبُ وَلَوْ أَعْجَبَكَ كَثْرَةُ الْخَبِيثِ ۚ فَاتَّقُوا اللَّهَ يَا أُولِي الْأَلْبَابِ لَعَلَّكُمْ تُفْلِحُونَ
فرما دیجئے: خبیث اور طیّب (دونوں) برابر نہیں ہو سکتے۔ اگرچہ تمہیں خبیث (چیزوں یا لوگوں) کی کثرت بھلی لگے۔ پس اے عقلمند لوگو! تم (کثرت و قلت دیکھنے کی بجائے) اللہ کے احکام و قوانین کی پاسداری کرتے ہوئے غلط طرزِ عمل سے بچو اور صحیح طرزِ عمل اختیار کرو۔ تاکہ تم فلاح پا جاؤ۔ (المائدہ ۵:۱۰۰)

إِنَّ خَيْرَ الزَّادِ التَّقْوَىٰ
بیشک سب سے بہتر زادِ راہ تقویٰ ہے۔ (البقرہ ۲:۱۹۷)

اعْدِلُوا هُوَ أَقْرَبُ لِلتَّقْوَىٰ
عدل کیا کرو (کہ) وہ تقوی سے قریب تر ہے۔ (المائدہ ۵:۸)

يَا بَنِي آدَمَ قَدْ أَنزَلْنَا عَلَيْكُمْ لِبَاسًا يُوَارِي سَوْآتِكُمْ وَرِيشًا ۖ وَلِبَاسُ التَّقْوَىٰ ذَٰلِكَ خَيْرٌ ۚ ذَٰلِكَ مِنْ آيَاتِ اللَّهِ لَعَلَّهُمْ يَذَّكَّرُونَ

اے بنی آدم، بے شک ہم نے تم پر لباس نازل کیا ہے کہ تمہارے جسم کے قابل شرم حصوں کوڈھانکے اور تمہارے لیے زینت کا ذریعہ بھی ہو، اور بہترین لباس **تقویٰ کا لباس** ہے یہ اللہ کی نشانیوں میں سے ایک نشانی ہے، شاید کہ لوگ اس سے سبق لیں۔

(الاعراف۷:۲۶)

وَمَن يُعَظِّمْ شَعَائِرَ اللَّهِ فَإِنَّهَا مِن تَقْوَى الْقُلُوبِ

اور جو اللہ کے مقرر کردہ شعائر کا احترام کرے تو یہ دلوں کے تقویٰ سے ہے۔(الحج۲۲:۳۲)

متقی بننے اور بنے رہنے کی ہدایت قرآن مجید میں ہے جو **هُدًى لِّلْمُتَّقِينَ** ہے۔ جو اس سے ہدایت پاتا ہے اللہ اسے مقامِ تقویٰ سے سرفراز کرتا ہے۔

ذَٰلِكَ الْكِتَابُ لَا رَيْبَ ۛ فِيهِ ۛ هُدًى لِّلْمُتَّقِينَ

وہ کتاب جس میں کوئی شک وشبہ نہیں، اُن لوگوں کے لئے ہدایت ہے **جو محتاط رویہ اپناتے ہوئے سفر زندگی کی خاردار گھاٹیوں سے بحفاظت منزلِ حیات پر پہنچنا چاہتے ہیں**۔(البقرہ۲:۲)

وَالَّذِينَ اهْتَدَوْا زَادَهُمْ هُدًى وَآتَاهُمْ تَقْوَاهُمْ

اور جن لوگوں نے ہدایت پالی ہے، اللہ ان کی ہدایت کو اور زیادہ فرمادیتا ہے اور انہیں ان کے مقامِ **تقوٰی** سے سرفراز فرماتا ہے،

(محمد۴۷:۱۷)

قُرْآنًا عَرَبِيًّا غَيْرَ ذِي عِوَجٍ لَّعَلَّهُمْ يَتَّقُونَ

ایسا قرآن جو عربی زبان میں ہے، جس میں کوئی ٹیڑھ نہیں ہے، تاکہ یہ راست باز بن جائیں اور سفر زندگی کی خاردار گھاٹیوں سے بحفاظت منزلِ حیات پر پہنچ جائیں۔(الزمر ۳۹:۲۸)

اَلتَّزْكِيَةُ

لفظِ 'تزکیہ' کا مادہ ز۔ک۔و ہے۔

آسان لفظوں میں، 'تزکیہ' سے مراد، 'انسانی نفس یا ذات کو بُرے خصائل سے پاک کرنا اور اس میں اچھے خصائل، خُوبیوں اور صلاحیتوں کی نشوونما کرنا' ہے۔ 'طہارت' کے مقابلہ میں 'تزکیہ' کا لفظ زیادہ جامع ہے اور اس کے مادہ میں 'پاک اور صاف سُتھرا' ہونے کے ساتھ ساتھ 'نشوونما پانے، بڑھنے، پھلنے پھولنے، ترقی پانے، فروغ پانے۔ زیادہ ہونے، عُمدہ و نفیس یا بَڑھیا ہونے، اضافہ ہونے، اور خوشحال ہونے'، وغیرہ کا مفہوم بھی پایا جاتا ہے۔

زَكَا الزَّرعُ کھیتی بڑھی، پھلی پھُولی، نشوونما یافتہ ہوئی

زَكَا الغُلَامُ۔ لڑکا بڑا ہو گیا، جوان ہو گیا۔

زَكَا الرَّجُلُ۔ آدمی پھلا پھُولا، خوشحال ہوا

اَرْضٌ زَكِيَّةٌ۔ عمدہ اور زرخیز زمین جس میں کھیتی خوب نشوونما پائے، پھلے پھولے، سرسبز و شاداب ہو جائے۔

غُلَامًا زَكِيًّا۔ پاک خُو، پاکباز، نیک طینت لڑکا

قَالَ إِنَّمَا أَنَا رَسُولُ رَبِّكِ لِأَهَبَ لَكِ غُلَامًا زَكِيًّا
اس نے کہا میں تو تیرے ربّ کا محض ایک ایلچی ہوں تاکہ تجھے ایک پاک خُو لڑکا عطا کروں۔ (مریم ۱۹:۱۹)

نَفْسًا زَكِيَّةً۔ بے گناہ، معصوم، نیک طینت جوان جان

فَانطَلَقَا حَتَّىٰ إِذَا لَقِيَا غُلَامًا فَقَتَلَهُ قَالَ أَقَتَلْتَ نَفْسًا زَكِيَّةً بِغَيْرِ نَفْسٍ
پھر وہ دونوں چل دیئے یہاں تک کہ دونوں ایک لڑکے سے ملے تو (خضر علیہ السلام نے) اسے قتل کر ڈالا، موسیٰ (علیہ السلام) نے کہا: کیا آپ نے ایک بے گناہ معصوم نیک طینت جوان جان کو بغیر کسی جان (کے بدلہ) کے قتل کر دیا ہے۔۔۔ (الکھف ۱۸:۷۴)

انسانی شخصیت، سیرت و کردار اور افعال کے تناظر میں طہارت کا لفظ عام طور پر خامیوں، برائیوں اور منفی پہلوؤں کے نہ ہونے یا ان کو دُور کرنے کی ترجمانی کرتا ہے، جبکہ تزکیہ کا لفظ اس کے ساتھ ساتھ اچھے خصائل، خوبیوں، صلاحیتوں اور مُثبت پہلوؤں کی موجودگی یا ان کو بڑھانے کا بھی ترجمان ہے۔

وَإِذَا طَلَّقْتُمُ النِّسَاءَ فَبَلَغْنَ أَجَلَهُنَّ فَلَا تَعْضُلُوهُنَّ أَن يَنكِحْنَ أَزْوَاجَهُنَّ إِذَا تَرَاضَوْا بَيْنَهُم بِالْمَعْرُوفِ ۗ ذَٰلِكَ يُوعَظُ بِهِ مَن كَانَ مِنكُمْ يُؤْمِنُ بِاللَّهِ وَالْيَوْمِ الْآخِرِ ۗ ذَٰلِكُمْ أَزْكَىٰ لَكُمْ وَأَطْهَرُ ۗ وَاللَّهُ يَعْلَمُ وَأَنتُمْ لَا تَعْلَمُونَ

اور جب تم عورتوں کو طلاق دو اور وہ اپنی عدت (پوری ہونے) کو آپہنچیں تو جب وہ دستور کے مطابق باہم رضامند ہو جائیں تو انہیں اپنے (پرانے یا نئے) شوہروں سے نکاح کرنے سے مت روکو، اس شخص کو اس امر کی نصیحت کی جاتی ہے جو تم میں سے اللہ پر اور یومِ آخرپر ایمان رکھتا ہو، یہ تمہارے لئے زیادہ عمدہ و نفیس اور زیادہ سُتھری بات ہے، اور اللہ جانتا ہے اور تم (بہت سی باتوں کو) نہیں جانتے۔ (البقرہ ۲:۲۳۲)

فَإِن لَّمْ تَجِدُوا فِيهَا أَحَدًا فَلَا تَدْخُلُوهَا حَتَّىٰ يُؤْذَنَ لَكُمْ ۖ وَإِن قِيلَ لَكُمُ ارْجِعُوا فَارْجِعُوا ۖ هُوَ أَزْكَىٰ لَكُمْ ۚ وَاللَّهُ بِمَا تَعْمَلُونَ عَلِيمٌ

پھر اگر تم ان (گھروں) میں کسی شخص کو موجود نہ پاؤ تو تم ان کے اندر مت جایا کرو یہاں تک کہ تمہیں (اس بات کی) اجازت دی جائے اور اگر تم سے کہا جائے کہ واپس چلے جاؤ تو تم واپس پلٹ جایا کرو، یہ تمہارے حق میں زیادہ عُمدہ و نفیس بات ہے، اور اللہ ان کاموں سے جو تم کرتے ہو خوب آگاہ ہے۔ (النور ۲۴:۲۸)

قُل لِّلْمُؤْمِنِينَ يَغُضُّوا مِنْ أَبْصَارِهِمْ وَيَحْفَظُوا فُرُوجَهُمْ ۚ ذَٰلِكَ أَزْكَىٰ لَهُمْ ۗ

آپ مومن مَردوں سے فرما دیں کہ وہ اپنی نگاہیں نیچی رکھا کریں اور اپنی شرم گاہوں کی حفاظت کیا کریں، یہ ان کے لئے بڑی عُمدہ و نفیس بات ہے۔ بیشک اللہ ان کاموں سے خوب آگاہ ہے جو یہ انجام دے رہے ہیں۔ (النور ۲۴:۳۰)

پاکیزہ، عُمدہ اور خوش انجام کھانے یا اچھے، بڑھیا اور بہترین کھانے کے لئے بھی أَزْكىٰ کا لفظ استعمال ہوتا ہے۔

فَابْعَثُوا أَحَدَكُم بِوَرِقِكُمْ هَٰذِهِ إِلَى الْمَدِينَةِ فَلْيَنظُرْ أَيُّهَا أَزْكَىٰ طَعَامًا فَلْيَأْتِكُم بِرِزْقٍ مِّنْهُ
سو تم اپنے میں سے کسی ایک کو اپنا یہ سکہ دے کر شہر کی طرف بھیجو پھر وہ دیکھے کہ کون سا کھانا زیادہ پاکیزہ، عُمدہ و خوش انجام ہے تو اس میں سے کچھ کھانا تمہارے پاس لے آئے۔ (الکہف ۱۸:۱۹)

قرآن مجید میں، اللہ کے رسول ﷺ کا ایک اہم ترین فریضہ، لوگوں کا تزکیہ کرنا بتایا گیا ہے، یعنی لوگوں کو بُرے خصائل سے پاک کرنا اور ان میں اچھے خصائل، خُوبیوں اور صلاحیتوں کی نشوونما کرنا۔ معاشرے میں کسی بھی مُثبت تبدیلی کے لئے ضروری ہے کہ اس معاشرے میں بسنے والے لوگوں کو بُرے خصائل سے پاک کیا جائے اور ان میں اچھے خصائل، خُوبیوں اور صلاحیتوں کو پروان چڑھایا جائے۔

كَمَا أَرْسَلْنَا فِيكُمْ رَسُولًا مِّنكُمْ يَتْلُو عَلَيْكُمْ آيَاتِنَا وَيُزَكِّيكُمْ وَيُعَلِّمُكُمُ الْكِتَابَ وَالْحِكْمَةَ وَيُعَلِّمُكُم مَّا لَمْ تَكُونُوا تَعْلَمُونَ
اسی طرح ہم نے تمہارے اندر تمہیں میں سے ایک رسول بھیجا جو تم پر ہماری آیتیں تلاوت فرماتا ہے اور تمہارا تزکیہ کرتا ہے اور تمہیں کتاب و حکمت سکھاتا ہے اور تمہیں وہ سکھاتا ہے جو تم نہیں جانتے تھے۔ (البقرہ ۲:۱۵۱)

لَقَدْ مَنَّ اللَّهُ عَلَى الْمُؤْمِنِينَ إِذْ بَعَثَ فِيهِمْ رَسُولًا مِّنْ أَنفُسِهِمْ يَتْلُو عَلَيْهِمْ آيَاتِهِ وَيُزَكِّيهِمْ وَيُعَلِّمُهُمُ الْكِتَابَ وَالْحِكْمَةَ وَإِن كَانُوا مِن قَبْلُ لَفِي ضَلَالٍ مُّبِينٍ

بیشک اللہ نے مومنین پر بڑا احسان فرمایا کہ ان میں انہی میں سے ایک رسول ﷺ بھیجا جو ان پر اس کی آیتیں تلاوت کرتا ہے اور ان کا تزکیہ کرتا ہے اور انہیں کتاب و حکمت کی تعلیم دیتا ہے، اگرچہ وہ لوگ اس سے پہلے کھلی گمراہی میں تھے۔

(آلِ عمران ۳:۱۶۴)

هُوَ الَّذِي بَعَثَ فِي الْأُمِّيِّينَ رَسُولًا مِّنْهُمْ يَتْلُو عَلَيْهِمْ آيَاتِهِ وَيُزَكِّيهِمْ وَيُعَلِّمُهُمُ الْكِتَابَ وَالْحِكْمَةَ وَإِن كَانُوا مِن قَبْلُ لَفِي ضَلَالٍ مُّبِينٍ

وہی ہے جس نے اُمّیّین میں انہی میں سے ایک رسول ﷺ کو بھیجا وہ اُن پر اُس کی آیتیں تلاوت کرتا ہے اور اُن کا تزکیہ کرتا ہے اور انہیں کتاب و حکمت کی تعلیم دیتا ہے، بیشک وہ لوگ اِس سے پہلے کھلی گمراہی میں تھے۔ (الجمعہ ۶۲:۲)

سورۃ النور میں تزکیہ کا ذکر فحشاء و منکر کے تناظر میں آیا ہے جس سے یہ اشارہ ملتا ہے کہ تزکیہ کا ایک پہلو فحشاء و منکر سے پاک ہونا بھی ہو سکتا ہے۔

يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا لَا تَتَّبِعُوا خُطُوَاتِ الشَّيْطَانِ ۚ وَمَن يَتَّبِعْ خُطُوَاتِ الشَّيْطَانِ فَإِنَّهُ يَأْمُرُ بِالْفَحْشَاءِ وَالْمُنكَرِ ۚ وَلَوْلَا فَضْلُ اللَّهِ عَلَيْكُمْ وَرَحْمَتُهُ مَا زَكَىٰ مِنكُم مِّنْ أَحَدٍ أَبَدًا وَلَٰكِنَّ اللَّهَ يُزَكِّي مَن يَشَاءُ ۗ وَاللَّهُ سَمِيعٌ عَلِيمٌ

اے ایمان والو! شیطان کے نقوشِ قدم پر نہ چلو، اور جو شخص شیطان کے نقوشِ قدم پر چلتا ہے تو وہ یقیناً فحشاء و مُنکَر (کے فروغ) کا حکم دیتا ہے، اور اگر تم پر اللہ کا فضل اور اس کی رحمت نہ ہوتی تو تم میں سے کوئی شخص بھی کبھی (فحشاء و مُنکَر سے) پاک نہ ہو سکتا لیکن اللہ جسے چاہتا ہے اس کا تزکیہ فرما دیتا ہے، اور اللہ خوب سننے والا جاننے والا ہے۔ (النور ۲۴:۲۱)

سورۃ النجم کی ایک آیت سے بھی اشارہ ملتا ہے کہ تزکیہ کا تعلق متقی بننے اور گناہوں اور فواحش سے اجتناب کرنے (یا پاک رہنے سے) بھی ہے۔

الَّذِينَ يَجْتَنِبُونَ كَبَائِرَ الْإِثْمِ وَالْفَوَاحِشَ إِلَّا اللَّمَمَ ۚ إِنَّ رَبَّكَ وَاسِعُ الْمَغْفِرَةِ ۚ هُوَ أَعْلَمُ بِكُمْ إِذْ أَنشَأَكُم مِّنَ الْأَرْضِ وَإِذْ أَنتُمْ أَجِنَّةٌ فِي بُطُونِ أُمَّهَاتِكُمْ ۖ فَلَا تُزَكُّوا أَنفُسَكُمْ ۖ هُوَ أَعْلَمُ بِمَنِ اتَّقَىٰ

جو لوگ چھوٹی چھوٹی لغزشوں کے سوا بڑے گناہوں اور بے حیائی کے کاموں سے پرہیز کرتے ہیں، بیشک تمہارا رب مغفرت کی بڑی گنجائش رکھنے والا ہے، وہ تمہیں خوب جانتا ہے جب اس نے تمہاری زندگی کی ابتداء اور نشو و نما زمین (یعنی مٹی) سے کی تھی اور جبکہ تم اپنی ماؤں کے پیٹ میں جَنِین کی صورت میں تھے، پس تم اپنے آپ کو بڑا پاک باز مت جتایا کرو، وہ خوب جانتا ہے کہ (اصل) متقی کون ہے۔ (النجم ۵۳:۳۲)

عربی زبان میں فواحش کا لفظ بے حیائی اور بدکاری کے علاوہ بُخل میں حد سے بڑھ جانے کے لئے بھی استعمال ہوتا ہے۔ چنانچہ قرآنِ مجید میں جہاں ایک طرف فواحش سے اجتناب کو تزکیہ کے ضمن میں بیان کیا گیا ہے وہاں دوسری طرف اپنے مال کو ضرورتمندوں کے لئے خرچ کرنے کے ضمن میں بھی تزکیہ کا ذکر ہے۔

وَسَيُجَنَّبُهَا الْأَتْقَى ۝ الَّذِي يُؤْتِي مَالَهُ يَتَزَكَّىٰ

اور اُس (جہنم کی آگ) سے دور رکھا جائیگا وہ نہایت تقوی شعار، جو اپنا مال (اللہ کی راہ میں) دیتا ہے کہ اس کا تزکیہ ہو جائے۔ (اللیل ۹۲:۱۷-۱۸)

اُوپر دی گئی آیت میں تقوی شعار لوگوں کی یہ صفت بتائی گئی ہے کہ وہ اپنے تزکیہ کے لئے اپنا مال اللہ کی راہ میں خرچ کرتے ہیں۔ مندرجہ ذیل آیت میں بھی متقیوں کی صفت اللہ کی راہ میں اپنا مال خرچ کرنا بتائی گئی ہے۔

لَّيْسَ الْبِرَّ أَن تُوَلُّوا وُجُوهَكُمْ قِبَلَ الْمَشْرِقِ وَالْمَغْرِبِ وَلَٰكِنَّ الْبِرَّ مَنْ آمَنَ بِاللَّهِ وَالْيَوْمِ الْآخِرِ وَالْمَلَائِكَةِ وَالْكِتَابِ وَالنَّبِيِّينَ وَآتَى الْمَالَ عَلَىٰ حُبِّهِ ذَوِي الْقُرْبَىٰ وَالْيَتَامَىٰ وَالْمَسَاكِينَ وَابْنَ السَّبِيلِ وَالسَّائِلِينَ وَفِي الرِّقَابِ وَأَقَامَ الصَّلَاةَ وَآتَى الزَّكَاةَ وَالْمُوفُونَ بِعَهْدِهِمْ إِذَا عَاهَدُوا ۖ وَالصَّابِرِينَ فِي الْبَأْسَاءِ وَالضَّرَّاءِ وَحِينَ الْبَأْسِ ۗ أُولَٰئِكَ الَّذِينَ صَدَقُوا ۖ وَأُولَٰئِكَ هُمُ الْمُتَّقُونَ

نیکی یہ نہیں ہے کہ تم نے اپنے چہرے مشرق کی طرف کر لیے یا مغرب کی طرف، بلکہ نیکی یہ ہے کہ آدمی اللہ پر اور یوم آخر اور ملائکہ پر اور اللہ کی نازل کی ہوئی کتاب اور اس کے نبیوں پر ایمان لائے اور اللہ کی محبت میں اپنا دل پسند مال رشتے داروں اور یتیموں پر، مسکینوں اور مسافروں پر، مدد کے لیے ہاتھ پھیلانے والوں پر اور غلاموں کی رہائی پر خرچ کرے، صلاۃ قائم کرے اور زکوٰۃ دے اور نیک وہ لوگ ہیں کہ جب عہد کریں تو اُسے وفا کریں، اور تنگی و مصیبت کے وقت میں اور حق و باطل کی جنگ میں صبر کریں یہ ہیں جو (اپنے نیکی کے دعوی میں) سچے ہیں اور یہی لوگ متقی ہیں۔ (البقرہ ۲:۱۷۷)

صدقۂ مال اور تزکیہ کا باہمی تعلق، مندرجہ ذیل آیت سے بھی واضح ہے۔

خُذْ مِنْ أَمْوَالِهِمْ صَدَقَةً تُطَهِّرُهُمْ وَتُزَكِّيهِم بِهَا

آپ ان کے اموال میں سے صدقہ وصول کیجئے، اس سے ان کی طہارت اور تزکیہ کیجئے (التوبہ ۹:۱۰۳)

اللہ نے انسانی نفس میں تقویٰ اور فجور، دونوں ممکنات رکھ دیۓ ہیں۔ مگر ہدایت کی ہے کہ انسان تقویٰ اور تزکیہ کی راہ اپنائے۔

فَأَلْهَمَهَا فُجُورَهَا وَتَقْوَاهَا ، قَدْ أَفْلَحَ مَن زَكَّاهَا

پھر اُس نے اس (نفس) میں اس کا فُجور اور تقوی الہام کر دیا۔ یقیناً وہ فلاح پا گیا جس نے اس (نفس) کا تزکیہ کیا۔
(الشمس ۹۲:۸۔۹)

قَدْ أَفْلَحَ مَن تَزَكَّىٰ

بے شک وہ فلاح پا گیا جس نے اپنا تزکیہ کیا۔(الاعلیٰ ۸۷:۱۴)

جَنَّاتُ عَدْنٍ تَجْرِي مِن تَحْتِهَا الْأَنْهَارُ خَالِدِينَ فِيهَا ۚ وَذَٰلِكَ جَزَاءُ مَن تَزَكَّىٰ

(وہ) سدا بہار باغات ہیں جن کے نیچے سے نہریں رواں ہیں (وہ) ان میں ہمیشہ رہنے والے ہیں، اور یہ اس شخص کی جزا ہے جس نے اپنا تزکیہ کیا۔(طٰہٰ ۲۰:۷۶)

جس طرح تزکیہ کا نتیجہ فلاح اور جنت ہے، اسی طرح تقویٰ کا نتیجہ بھی فلاح اور جنت ہے۔

قُل لَّا يَسْتَوِي الْخَبِيثُ وَالطَّيِّبُ وَلَوْ أَعْجَبَكَ كَثْرَةُ الْخَبِيثِ ۚ فَاتَّقُوا اللَّهَ يَا أُولِي الْأَلْبَابِ لَعَلَّكُمْ تُفْلِحُونَ

فرما دیجئے: خبیث اور طیّب (دونوں) برابر نہیں ہو سکتے۔ اگرچہ تمہیں خبیث (چیزوں یا لوگوں) کی کثرت بھلی لگے۔ پس اے عقلمند لوگو! تم (کثرت و قلت دیکھنے کی بجائے) اللہ کے احکام و قوانین کی پاسداری کرتے ہوئے غلط طرزِ عمل سے بچو اور صحیح طرزِ عمل اختیار کرو۔ تاکہ تم فلاح پا جاؤ۔(المائدہ ۵:۱۰۰)

إِنَّ الْمُتَّقِينَ فِي جَنَّاتٍ وَنَعِيمٍ

بے شک متقین باغات اور نعمتوں میں ہوں گے۔(الطور ۵۲:۱۷)

اَلْفَلَاحُ

لفظ 'فلاح' کا مادہ ف۔ل۔ح ہے۔

اس مادہ کا بنیادی معنی پھاڑنا یا شگاف ڈالنا ہے، جیسے کسان ہل چلا کر زمین کو پھاڑتا ہے۔

فَلَحَ الْاَرْضَ لِلزِّرَاعَةِ۔ اس نے کھیتی کے لئے زمین میں ہل چلایا۔

الفِلَاحَةُ۔ کاشت کاری۔ کھیتی باڑی۔ زمیں میں ہل چلانے، بیج بونے اور پانی دینے وغیرہ کے کام کا پیشہ۔

الفَلَّاحُ۔ کاشت کار، کسان، زراعت پیشہ، کھیتی باڑی کرنے والا۔

کھیتی پروان چڑھنے اور محنت ثمر بار ہونے کے حوالے سے 'فلاح' کا لفظ 'کامیابی، خوشحالی اور بقاء' کے لئے استعمال ہوتا ہے۔

حقیقی کامیابی یعنی فلاح کا ایک اہم ذریعہ تزکیۂ نفس ہے۔ یعنی اپنے آپ کو بُرے خصائل سے پاک کرنا اور اپنے اندر اچھے خصائل، خُوبیوں اور صلاحیتوں کی نشوونما کرنا۔ ایسے لوگ مفلحون کہلاتے ہیں یعنی وہ لوگ جن کی کھیتیاں پروان چڑھتی ہیں اور جن کی محنت ثمر بار ہونے سے ان کو دنیا و آخرت میں کامیابی، خوشحالی اور بقاء حاصِل ہوتی ہے۔

قَدْ أَفْلَحَ مَن تَزَكَّىٰ
بے شک وہ فلاح پا گیا جس نے اپنا تزکیہ کیا۔ (الاعلیٰ ۸۷:۱۴)

فَأَلْهَمَهَا فُجُورَهَا وَتَقْوَاهَا ۔ قَدْ أَفْلَحَ مَن زَكَّاهَا
پھر اُس (اللہ) نے اِس (نفس) میں اِس کا فُجور اور تقویٰ الہام کر دیا۔ یقیناً وہ فلاح پا گیا جس نے اس (نفس) کا تزکیہ کیا۔ (الشمس ۹۲:۸۔۹)

جس طرح الفِلَاحَةُ یعنی کاشت کاری یا کھیتی باڑی کا بنیادی مقصد یہ ہوتا ہے کہ کسی بیج میں جو کچھ بننے کا امکان ہے وہ بن جائے اور جو بھی برگ وبار لانے کی صلاحیت ہے وہ لے آئے۔ اسی طرح تزکیہ و فلاح سے مقصود یہ ہے انسان کے اندر جو اچھے خصائل ،خُوبیوں اور صلاحیتوں کا بیج ہے وہ نہ صرف ضائع و خراب ہونے سے محفوظ رہے بلکہ بہترین نشوونما پا کر خُوب ثمر بار ہو جائے۔ یہ صرف اس وقت ممکن ہے جب انسان اپنی زندگی اللہ کے احکام وہدایات کے مطابق بسر کرے۔

الَّذِينَ يُؤْمِنُونَ بِالْغَيْبِ وَيُقِيمُونَ الصَّلَاةَ وَمِمَّا رَزَقْنَاهُمْ يُنفِقُونَ ﴿﴾ وَالَّذِينَ يُؤْمِنُونَ بِمَا أُنزِلَ إِلَيْكَ وَمَا أُنزِلَ مِن قَبْلِكَ وَبِالْآخِرَةِ هُمْ يُوقِنُونَ ﴿﴾ أُولَٰئِكَ عَلَىٰ هُدًى مِّن رَّبِّهِمْ ۖ وَأُولَٰئِكَ هُمُ الْمُفْلِحُونَ ﴿﴾

وہ لوگ جو غیب (یعنی اپنے نفس میں چھُپی صلاحیتوں اور اپنے اعمال کے نتائج سمیت وہ تمام حقائق جو ابھی ان کی نگاہوں سے پوشیدہ ہیں) پر ایمان رکھتے ہیں، صلاۃ قائم کرتے ہیں، اور جو رزق ہم نے انہیں عطا کیا ہے اس کو (اللہ کی راہ میں اور حاجتمندوں کی مدد کے لئے) خرچ کرتے ہیں اور اس پر ایمان رکھتے ہیں جو ضابطہ ہدایت تمہاری طرف اور جو تم سے پہلے نازل کیا گیا، اور آخرت پر یقین رکھتے ہیں، وہی لوگ اپنے نشوونما دینے والے رب کی ہدایت پر ہیں اور وہی فلاح پانے والے ہیں۔ (البقرہ ۲:۳۔۵)

تِلْكَ آيَاتُ الْكِتَابِ الْحَكِيمِ ﴿﴾ هُدًى وَرَحْمَةً لِّلْمُحْسِنِينَ ﴿﴾ الَّذِينَ يُقِيمُونَ الصَّلَاةَ وَيُؤْتُونَ الزَّكَاةَ وَهُم بِالْآخِرَةِ هُمْ يُوقِنُونَ ﴿﴾ أُولَٰئِكَ عَلَىٰ هُدًى مِّن رَّبِّهِمْ ۖ وَأُولَٰئِكَ هُمُ الْمُفْلِحُونَ

یہ حکمت والی کتاب کی آیتیں ہیں، جو محسنین کے لئے ہدایت اور رحمت ہے، جو لوگ صلاۃ قائم کرتے ہیں اور زکوٰۃ دیتے ہیں اور وہ لوگ جو آخرت پر یقین رکھتے ہیں، یہی لوگ اپنے رب کی طرف سے ہدایت پر ہیں اور یہی لوگ ہی فلاح پانے والے ہیں۔

(لقمان ۲:۵)

قرآن کی روشنی میں دیکھا جائے تو مندرجہ ذیل لوگ فلاح نہیں پائیں گے:

إِنَّهُ لَا يُفْلِحُ الظَّالِمُونَ
بیشک ظالم لوگ فلاح نہیں پائیں گے۔(الانعام ۶:۲۱،۱۳۵)(یوسف ۱۲:۲۳)(القصص ۲۸:۳۷)

إِنَّهُ لَا يُفْلِحُ الْمُجْرِمُونَ
بیشک مجرم لوگ فلاح نہیں پائیں گے۔(یونس ۱۰:۱۷)

إِنَّهُ لَا يُفْلِحُ الْكَافِرُونَ
بیشک کافر لوگ فلاح نہیں پائیں گے۔(المومنون ۲۳:۱۱۷)

إِنَّ الَّذِينَ يَفْتَرُونَ عَلَى اللَّهِ الْكَذِبَ لَا يُفْلِحُونَ
بیشک جو لوگ اللہ پر جھوٹا بہتان باندھتے ہیں وہ فلاح نہیں پائیں گے۔(یونس ۱۰:۶۹)(النحل ۱۶:۱۱۶)

وَلَا يُفْلِحُ السَّاحِرُونَ
اور ساحرین (یعنی جادوگر، دھوکہ باز، فریب کار) فلاح نہیں پا سکیں گے۔(یونس ۱۰:۷۷)

لیکن جو لوگ توبہ کر لیں، ایمان لے آئیں اور عملِ صالح کریں تو وہ فلاح پاسکتے ہیں۔

فَأَمَّا مَن تَابَ وَآمَنَ وَعَمِلَ صَالِحًا فَعَسَىٰ أَن يَكُونَ مِنَ الْمُفْلِحِينَ

البتہ جس نے توبہ کر لی اور ایمان لے آیا اور نیک عمل کیے وہ یہ توقع کر سکتا ہے کہ وہ فلاح پانے والوں میں سے ہو جائے۔
(القصص۲۸:٦٧)

تقویٰ فلاح کا ایک اہم ذریعہ ہے۔

قُل لَّا يَسْتَوِي الْخَبِيثُ وَالطَّيِّبُ وَلَوْ أَعْجَبَكَ كَثْرَةُ الْخَبِيثِ ۚ فَاتَّقُوا اللَّهَ يَا أُولِي الْأَلْبَابِ لَعَلَّكُمْ تُفْلِحُونَ

فرما دیجئے: خبیث اور طیّب (دونوں) برابر نہیں ہو سکتے۔ اگرچہ تمہیں خبیث (چیزوں یا لوگوں) کی کثرت بھلی لگے۔ پس اے عقلمند لوگو! تم (کثرت و قلت دیکھنے کی بجائے) اللہ کے احکام و قوانین کی پاسداری کرتے ہوئے غلط طرزِ عمل سے بچو اور صحیح طرزِ عمل اختیار کرو۔ تاکہ تم فلاح پا جاؤ۔ (المائدہ۵:۱۰۰)

وَاتَّقُوا اللَّهَ لَعَلَّكُمْ تُفْلِحُونَ

اور اللہ کے احکام و قوانین کی پاسداری کرتے ہوئے غلط طرزِ عمل سے بچو اور صحیح طرزِ عمل اختیار کرو۔ تاکہ تم فلاح پا جاؤ۔
(البقرہ۲:۱۵۹)(آل عمران۳:۱۳۰)

تقوی کے ساتھ ساتھ، صبر و استقامت بھی فلاح کا ذریعہ ہے

يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا اصْبِرُوا وَصَابِرُوا وَرَابِطُوا وَاتَّقُوا اللَّهَ لَعَلَّكُمْ تُفْلِحُونَ
اے ایمان والو! صبر کرو اور صبر و استقامت میں اپنے مدِمقابل سے آگے بڑھ کر رہو اور خوب مستعد رہو، اور اللہ کے احکام و قوانین کی پاسداری کرتے ہوئے غلط طرزِ عمل سے بچو اور صحیح طرزِ عمل اختیار کرو۔ تاکہ تم فلاح پا جاؤ۔ (آل عمران ۳:۲۰۰)

اللہ کا ذکر بھی فلاح کا ایک ذریعہ ہے۔

وَاذْكُرُوا اللَّهَ كَثِيرًا لَّعَلَّكُمْ تُفْلِحُونَ
اور کثرت سے اللہ کا ذکر کیا کرو تاکہ تم فلاح پا جاؤ۔ (الجمعہ ۶۲:۱۰)(الانفال ۸:۴۵)

فَاذْكُرُوا آلَاءَ اللَّهِ لَعَلَّكُمْ تُفْلِحُونَ
سو تم اللہ کی نعمتوں کو ذکر کیا کرو تاکہ تم فلاح پا جاؤ۔ (الاعراف ۷:۶۹)

جہاد بھی فلاح کا ایک ذریعہ ہے۔

يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا اتَّقُوا اللَّهَ وَابْتَغُوا إِلَيْهِ الْوَسِيلَةَ وَجَاهِدُوا فِي سَبِيلِهِ لَعَلَّكُمْ تُفْلِحُونَ
اور اللہ کے احکام و قوانین کی پاسداری کرتے ہوئے غلط طرزِ عمل سے بچو اور صحیح طرزِ عمل اختیار کرو، اور اس (کے حضور) تک (تقرب اور رسائی کا) وسیلہ تلاش کرو اور اس کی راہ میں جہاد کرو تاکہ تم فلاح پا جاؤ۔ (المائدہ ۵:۳۵)

لَٰكِنِ الرَّسُولُ وَالَّذِينَ آمَنُوا مَعَهُ جَاهَدُوا بِأَمْوَالِهِمْ وَأَنفُسِهِمْ ۚ وَأُولَٰئِكَ لَهُمُ الْخَيْرَاتُ ۖ وَأُولَٰئِكَ هُمُ الْمُفْلِحُونَ ۝ أَعَدَّ اللَّهُ لَهُمْ جَنَّاتٍ تَجْرِي مِن تَحْتِهَا الْأَنْهَارُ خَالِدِينَ فِيهَا ۚ ذَٰلِكَ الْفَوْزُ الْعَظِيمُ

لیکن رسول (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) اور جو لوگ ان کے ساتھ ایمان لائے اپنے مالوں اور اپنی جانوں کے ساتھ جہاد کرتے ہیں اور انہی لوگوں کے لئے سب بھلائیاں ہیں اور وہی لوگ فلاح پانے والے ہیں، اللہ نے ان کے لئے جنتیں تیار فرما رکھی ہیں جن کے نیچے سے نہریں جاری ہیں (وہ) ان میں ہمیشہ رہنے والے ہیں، یہی بہت بڑی کامیابی ہے۔ (التوبہ ۹:۸۸۔۸۹)

رکوع و سجود، رب کی عبادت اور خیر کے کام، سب فلاح کا ذریعہ ہیں۔

يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا ارْكَعُوا وَاسْجُدُوا وَاعْبُدُوا رَبَّكُمْ وَافْعَلُوا الْخَيْرَ لَعَلَّكُمْ تُفْلِحُونَ

اے ایمان والو! تم رکوع کرتے رہو اور سجود کرتے رہو، اور اپنے رب کی عبادت کرتے رہو اور خیر کے کام کئے جاؤ تاکہ تم فلاح پا سکو۔ (الحج ۲۲:۷۷)

فلاح کے حصول کے لئے شیطانی کاموں سے بچنا بھی ضروری ہے۔

يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا إِنَّمَا الْخَمْرُ وَالْمَيْسِرُ وَالْأَنصَابُ وَالْأَزْلَامُ رِجْسٌ مِّنْ عَمَلِ الشَّيْطَانِ فَاجْتَنِبُوهُ لَعَلَّكُمْ تُفْلِحُونَ

بیشک شراب (اور دیگر نشہ آور چیزیں)، جُوا (اور آسان آمدنی کے دیگر ناجائز ذرائع)، استھانوں پر چڑھاوے چڑھانا اور تیروں (یا دیگر ذرائع) سے فالیں نکالنا بڑے قبیح اور ناپسندیدہ شیطانی کام ہیں۔ پس تم ان سے اجتناب کرو تاکہ تم فلاح پا سکو۔ (المائدہ ۵:۹۰)

خیر کی طرف دعوت، امر بالمعروف ونہی عن المنکر بھی فلاح کے ذرائع ہیں۔

وَلْتَكُن مِّنكُمْ أُمَّةٌ يَدْعُونَ إِلَى الْخَيْرِ وَيَأْمُرُونَ بِالْمَعْرُوفِ وَيَنْهَوْنَ عَنِ الْمُنكَرِ ۚ وَأُولَٰئِكَ هُمُ الْمُفْلِحُونَ

اور تم میں سے ایسے لوگوں کی ایک جماعت ضرور ہونی چاہئے جو لوگوں کو نیکی کی طرف بلائیں اور بھلائی کا حکم دیں اور برائی سے روکیں، اور وہی لوگ فلاح پانے والے ہیں (آل عمران ۳:۱۰۴)

اللہ کے پیغامبر نبی ﷺ اور ان پر نازل کردہ نورِ ہدایت کا اتباع کرنے والے بھی فلاح پانے والے ہیں۔

الَّذِينَ يَتَّبِعُونَ الرَّسُولَ النَّبِيَّ الْأُمِّيَّ الَّذِي يَجِدُونَهُ مَكْتُوبًا عِندَهُمْ فِي التَّوْرَاةِ وَالْإِنجِيلِ يَأْمُرُهُم بِالْمَعْرُوفِ وَيَنْهَاهُمْ عَنِ الْمُنكَرِ وَيُحِلُّ لَهُمُ الطَّيِّبَاتِ وَيُحَرِّمُ عَلَيْهِمُ الْخَبَائِثَ وَيَضَعُ عَنْهُمْ إِصْرَهُمْ وَالْأَغْلَالَ الَّتِي كَانَتْ عَلَيْهِمْ ۚ فَالَّذِينَ آمَنُوا بِهِ وَعَزَّرُوهُ وَنَصَرُوهُ وَاتَّبَعُوا النُّورَ الَّذِي أُنزِلَ مَعَهُ ۙ أُولَٰئِكَ هُمُ الْمُفْلِحُونَ

(یہ وہ لوگ ہیں) جو اس رسول (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کی پیروی کرتے ہیں جو اُمّی (لقب) نبی ہیں جن (کے اوصاف و کمالات) کو وہ لوگ اپنے پاس تورات اور انجیل میں لکھا ہوا پاتے ہیں، جو انہیں اچھی باتوں کا حکم دیتے ہیں اور بری باتوں سے منع فرماتے ہیں اور ان کے لئے پاکیزہ چیزوں کو حلال کرتے ہیں اور ان پر پلید چیزوں کو حرام کرتے ہیں اور ان سے ان کے بارِ گراں اور طوقِ (قیود) جو ان پر (نافرمانیوں کے باعث مسلّط) تھے، ساقط فرماتے (اور انہیں نعمتِ آزادی سے بہرہ یاب کرتے) ہیں۔ پس جو لوگ اس (برگزیدہ رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) پر ایمان لائیں گے اور ان کی تعظیم و توقیر کریں گے اور ان (کے دین) کی مدد و نصرت کریں گے اور اس نورِ (قرآن) کی پیروی کریں گے جو ان کے ساتھ اتارا گیا ہے، وہی لوگ ہی فلاح پانے والے ہیں۔

(الاعراف ۷:۱۵۷)

إِنَّمَا كَانَ قَوْلَ الْمُؤْمِنِينَ إِذَا دُعُوا إِلَى اللَّهِ وَرَسُولِهِ لِيَحْكُمَ بَيْنَهُمْ أَن يَقُولُوا سَمِعْنَا وَأَطَعْنَا ۚ وَأُولَٰئِكَ هُمُ الْمُفْلِحُونَ ﴿﴾ وَمَن يُطِعِ اللَّهَ وَرَسُولَهُ وَيَخْشَ اللَّهَ وَيَتَّقْهِ فَأُولَٰئِكَ هُمُ الْفَائِزُونَ

ایمان والوں کی بات تو فقط یہ ہوتی ہے کہ جب انہیں اللہ اور اس کے رسول (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کی طرف بلایا جاتا ہے تاکہ وہ ان کے درمیان فیصلہ فرمائے تو وہ یہی کچھ کہیں کہ ہم نے سن لیا، اور ہم (سراپا) اطاعت پیرا ہو گئے، اور ایسے ہی لوگ فلاح پانے والے ہیں، اور جو شخص اللہ اور اس کے رسول (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کی اطاعت کرتا ہے اور اللہ (کی نافرمانی) سے ڈرتا اور اس کا تقوٰی اختیار کرتا ہے پس ایسے ہی لوگ مراد پانے والے ہیں (النور ۲۴:۵۱-۵۲)

قرآن کے مختلف مقامات پر فلاح پانے والوں کی جن دیگر خصوصیات کا ذکر کیا گیا ہے ان میں درج ذیل خصوصیات شامل ہیں:

لَّا تَجِدُ قَوْمًا يُؤْمِنُونَ بِاللَّهِ وَالْيَوْمِ الْآخِرِ يُوَادُّونَ مَنْ حَادَّ اللَّهَ وَرَسُولَهُ وَلَوْ كَانُوا آبَاءَهُمْ أَوْ أَبْنَاءَهُمْ أَوْ إِخْوَانَهُمْ أَوْ عَشِيرَتَهُمْ ۚ أُولَٰئِكَ كَتَبَ فِي قُلُوبِهِمُ الْإِيمَانَ وَأَيَّدَهُم بِرُوحٍ مِّنْهُ ۖ وَيُدْخِلُهُمْ جَنَّاتٍ تَجْرِي مِن تَحْتِهَا الْأَنْهَارُ خَالِدِينَ فِيهَا ۚ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمْ وَرَضُوا عَنْهُ ۚ أُولَٰئِكَ حِزْبُ اللَّهِ ۚ أَلَا إِنَّ حِزْبَ اللَّهِ هُمُ الْمُفْلِحُونَ

آپ اُن لوگوں کو جو اللہ پر اور یومِ آخرت پر ایمان رکھتے ہیں کبھی اس شخص سے دوستی کرتے ہوئے نہ پائیں گے جو اللہ اور اُس کے رسول (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) سے دشمنی رکھتا ہے خواہ وہ اُن کے باپ (اور دادا) ہوں یا بیٹے (اور پوتے) ہوں یا اُن کے بھائی ہوں یا اُن کے قریبی رشتہ دار ہوں۔ یہی وہ لوگ ہیں جن کے دلوں میں اُس (اللہ) نے ایمان ثبت فرما دیا ہے اور انہیں اپنی روح (یعنی فیضِ خاص) سے تقویت بخشی ہے، اور انہیں (ایسی) جنتوں میں داخل فرمائے گا جن کے نیچے سے نہریں بہہ رہی ہیں، وہ اُن میں ہمیشہ رہنے والے ہیں، اللہ اُن سے راضی ہو گیا ہے اور وہ اللہ سے راضی ہو گئے ہیں، یہی اللہ (والوں) کی جماعت ہے، یاد رکھو! بیشک اللہ (والوں) کی جماعت ہی فلاح پانے والی ہے۔ (المجادلہ ۵۸:۲۲)

وَالَّذِينَ تَبَوَّءُوا الدَّارَ وَالْإِيمَانَ مِن قَبْلِهِمْ يُحِبُّونَ مَنْ هَاجَرَ إِلَيْهِمْ وَلَا يَجِدُونَ فِي صُدُورِهِمْ حَاجَةً مِّمَّا أُوتُوا وَيُؤْثِرُونَ عَلَىٰ أَنفُسِهِمْ وَلَوْ كَانَ بِهِمْ خَصَاصَةٌ ۚ وَمَن يُوقَ شُحَّ نَفْسِهِ فَأُولَٰئِكَ هُمُ الْمُفْلِحُونَ

(یہ مال اُن انصار کے لئے بھی ہے) جنھوں نے اُن (مہاجرین) سے پہلے ہی شہر (مدینہ) اور ایمان کو گھر بنالیا تھا۔ یہ لوگ اُن سے محبت کرتے ہیں جو اِن کی طرف ہجرت کر کے آئے ہیں۔ اور یہ اپنے سینوں میں اُس (مال) کی نسبت کوئی طلب (یا تنگی) نہیں پاتے جو اُن (مہاجرین) کو دیا جاتا ہے اور اپنی جانوں پر انہیں ترجیح دیتے ہیں اگرچہ خود اِنہیں شدید حاجت ہی ہو، اور جو شخص اپنے نفس کے بُخل سے بچالیا گیا پس وہی لوگ ہی فلاح پانے والے ہیں۔ (الحشر ۹:۵۹)

فَاتَّقُوا اللَّهَ مَا اسْتَطَعْتُمْ وَاسْمَعُوا وَأَطِيعُوا وَأَنفِقُوا خَيْرًا لِّأَنفُسِكُمْ ۗ وَمَن يُوقَ شُحَّ نَفْسِهِ فَأُولَٰئِكَ هُمُ الْمُفْلِحُونَ

پس تم اللہ کے احکام کی پاسداری کرو اور اسکی نافرمانی سے احتراز کرو جس قدر تم سے ہو سکے اور (اُس کے احکام) سنو اور اطاعت کرو اور (اس کی راہ میں) خرچ کرو یہ تمہارے (نفس کی نشوونما) لئے بہتر ہو گا، اور جو اپنے نفس کے بُخل سے بچالیا جائے سو وہی لوگ فلاح پانے والے ہیں۔ (التغابن ۱۶:۶۴)

فَآتِ ذَا الْقُرْبَىٰ حَقَّهُ وَالْمِسْكِينَ وَابْنَ السَّبِيلِ ۚ ذَٰلِكَ خَيْرٌ لِّلَّذِينَ يُرِيدُونَ وَجْهَ اللَّهِ ۖ وَأُولَٰئِكَ هُمُ الْمُفْلِحُونَ

پس آپ قرابت دار کو اس کا حق ادا کرتے رہیں اور محتاج اور مسافر کو (ان کا حق)، یہ ان لوگوں کے لئے بہتر ہے جو اللہ کی رضامندی کے طالب ہیں، اور وہی لوگ فلاح پانے والے ہیں۔ (الروم ۳۸:۳۰)

قَدْ أَفْلَحَ الْمُؤْمِنُونَ ۞ الَّذِينَ هُمْ فِي صَلَاتِهِمْ خَاشِعُونَ ۞ وَالَّذِينَ هُمْ عَنِ اللَّغْوِ مُعْرِضُونَ ۞ وَالَّذِينَ هُمْ لِلزَّكَاةِ فَاعِلُونَ ۞ وَالَّذِينَ هُمْ لِفُرُوجِهِمْ حَافِظُونَ ۞ إِلَّا عَلَىٰ أَزْوَاجِهِمْ أَوْ مَا مَلَكَتْ أَيْمَانُهُمْ فَإِنَّهُمْ غَيْرُ مَلُومِينَ ۞ فَمَنِ ابْتَغَىٰ وَرَاءَ ذَٰلِكَ فَأُولَٰئِكَ هُمُ الْعَادُونَ ۞ وَالَّذِينَ هُمْ لِأَمَانَاتِهِمْ وَعَهْدِهِمْ رَاعُونَ ۞ وَالَّذِينَ هُمْ عَلَىٰ صَلَوَاتِهِمْ يُحَافِظُونَ ۞ أُولَٰئِكَ هُمُ الْوَارِثُونَ ۞ الَّذِينَ يَرِثُونَ الْفِرْدَوْسَ هُمْ فِيهَا خَالِدُونَ

یقیناً فلاح پائی ایمان والوں نے جو: اپنی صلاۃ میں خشوع اختیار کرتے ہیں، لغویات سے دور رہتے ہیں، زکوٰۃ کے لئے کام کرتے ہیں، اپنی شرمگاہوں کی حفاظت کرتے ہیں، سوائے اپنی بیویوں کے یا (یعنی) وہ جو ان کی مِلک میں آچکیں، بیشک (احکامِ شریعت کے مطابق ان کے پاس جانے سے) ان پر کوئی ملامت نہیں، پھر جو شخص اس کے سوا کچھ اور چاہے تو ایسے لوگ ہی حد سے تجاوز کرنے والے (سرکش) ہیں، اور جو لوگ اپنی امانتوں اور اپنے وعدوں کی پاسداری کرنے والے ہیں، اور جو اپنی صلاۃ کی حفاظت کرنے والے ہیں، یہی لوگ (جنت کے) وارث ہیں، یہ لوگ جنت کے سب سے اعلیٰ باغات (جہاں تمام نعمتوں، راحتوں اور قربِ الٰہی کی لذتوں کی کثرت ہوگی ان) کی وراثت (بھی) پائیں گے، وہ ان میں ہمیشہ رہیں گے۔ (المومنون ۲۳:۱-۱۱)

مومنین سے بھی بُھول چُوک اور خطا ہو سکتی ہے مگر اگر وہ توبہ کر لیں اور اپنی نیکیوں کا پلڑا بھاری کر لیں تو وہ فلاح حاصل کرنے والوں میں ہی شامل ہونگے۔

ۚ وَتُوبُوا إِلَى اللَّهِ جَمِيعًا أَيُّهَ الْمُؤْمِنُونَ لَعَلَّكُمْ تُفْلِحُونَ

اور تم سب کے سب اللہ کے حضور توبہ کرو، اے مومنو! تاکہ تم فلاح پا جاؤ (النور ۲۴:۳۱)

فَمَنْ ثَقُلَتْ مَوَازِينُهُ فَأُولَٰئِكَ هُمُ الْمُفْلِحُونَ

سو جن کے (نیکیوں کے) پلڑے بھاری ہوں گے تو وہی لوگ فلاح پانے والے ہوں گے (الاعراف ۷:۸) (المومنون ۲۳:۱۰۲)